۷۸۶ هو الکل یا معین

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

باب عشق

المعروف بہ

گلدستۂ قمر

۱۳۳۴

نتیجۂ فکر

جناب ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب ہلالی شاہ نظامی

میڈیکل افسر بودھن علاقہ سرکار نظام دکن

ملا محمد الواحدی کے اہتمام سے

۱۹۱۶ء درویش برقی پریس دہلی واقع کوچہ چیلان میں چھپا

اور مصنف نے بودھن سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نذر

نہایت ادب سے اس دفتر پریشان کو جو اللہ تعالیٰ
کی مہربانی سے آج گلدستہ بن کر شائع ہو رہا ہے
اپنے پیر و مرشد قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی حضرت

خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی

کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ
آنمخدوم کے گرامی اسم کی نسبت سے یہ ناچیز تصنیف قبول
عام و خاص کا فخر حاصل کرے۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

بروز جمعہ یکم ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ — خادم جاں نثار [illegible] شاہ نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربان تیرے نام پہ اے کردگار ہوں
معصیتوں سے اپنے بہت شرمسار ہوں

رحمٰن اور رحیم تجھے کہتے ہیں سب
افضال سرمدی کا ترے خواستگار ہوں

لطف و کرم سے تیرے توقع ہے یہ مجھے
در چھوڑ کر ترا نہ کسی در پہ خوار ہوں

ب بحقِ صاحبِ لولاک لطف کر
ناچیز ہوں غلام شہِ ذی وقار ہوں

اک ایک حرف مصرع لعل ہے میں بھی آج
کالبدر فی النجوم قمر آشکار ہوں

شانِ خدا سے عیاں شانِ محمد
جبریل امیں دل سے ہیں قربانِ محمد

کی ہوتی ہے مدح جب اُسکی
ہوتا ہے مدینے میں جو مہمانِ محمد

پیدا خدا ہوگا قیامت میں اُسیکو
جسکے لیئے ہو جائے گا فرمانِ محمد

مسیح نہ ہو حضرت عیسیٰ پہ تفوق
مردوں کو جلاتے ہیں غلامانِ محمد

کیونکر نہ بلائیں گے مدینے میں قمر کو
وہ جان سے دل سے ہے ثنا خوانِ محمدؐ

ہے دل میں مرے نعتِ مولائے مدینہ
کیونکر نہ پکاروں میں سدا ہائے مدینہ

ہی نورِ احمد شمعِ شبستانِ دل افروز
ہے عرش معلّٰی پہ تجلائے مدینہ

خواہش نہ کرے گلشنِ فردوس کی ہرگز
خواہانِ گل و نرگسِ شہلائے مدینہ

حورانِ جنان خلد بریں چھوڑ کے آئیں
سن پائیں اگر رنگ تماشائے مدینہ

سو بار بھی دیکھوں تو بڑھے شوق زیادہ
دل سے نہ کبھی جائے تمنائے مدینہ

رضواں سے نہ جنت کی تمنا کروں ہرگز
گر ہاتھ لگے دامنِ صحرائے مدینہ

پہنچا دے خدا گلشنِ طیبہ میں قمر کو
بیتاب ہے یہ بلبلِ شیدائے مدینہ

مالکِ لامکاں محمد ہیں
حق کے سرِ نہاں محمد ہیں

جانِ ہر انس و جاں محمدؐ ہیں
آیۂ کن فکاں محمد ہیں

ہند سے جلد مجکو پہنچا دے
میرے مولا جہاں محمد ہیں

ہر مسلماں کے دل میں آنکھوں میں
غور کیجے - نہاں محمد ہیں

چشمِ حق بیں سے اے قمر دیکھو
ہر بشر میں عیاں محمد ہیں

[illegible] دل میں وہ مہمان بنے بیٹھے ہیں
جب ہی [illegible] قمر [illegible] مسلمان [illegible]

درِ محبوب پہ دربان بنے بیٹھے ہیں
چشم بد دور کہ سلطان بنے بیٹھے ہیں

کفش برداریِ خواجہ کی بدولت ہم بھی
مور تھے آج سلیمان بنے بیٹھے ہیں

وعدۂ روزِ ازل دل سے بھلا بیٹھے ہیں
اسلیئے ہم سے وہ انجان بنے بیٹھے ہیں

کل تھے محتاج طبیبوں کے مداوا کے لیئے
آج خود عیسیِ دوران بنے بیٹھے ہیں

شیخ جی کل تو تھے مصروف طوافِ کعبہ
آج میخانہ کے دربان بنے بیٹھے ہیں

بت پرستی میں قمر عمر تو گزری کل تک
آج کیا صاحبِ ایمان بنے بیٹھے ہیں

جب سے کہ خیالِ رخِ جانانہ ہوا ہے
یہ کعبۂ دل میرا صنم خانہ ہوا ہے

جس روز سے دل یار کا دیوانہ ہوا ہے
وہ خویش و یگانوں سے بھی بیگانہ ہوا ہے

رہتا ہے تصورِ رخ و گیسو کا شب و روز
یہ طائرِ دل قیدِ بجز دانہ ہوا ہے

دن رات گزرتے ہیں تصور میں تمہارے
ویرانۂ دل اپنا پری خانہ ہوا ہے

ہونے کو ہے دل عاشقِ مضطر کا پریشاں
جب زلف مسلسل میں تری شانہ ہوا ہے

زیبا ترے رخسار پہ ہے نازۂ والشمس
واللیل کا گیسو میں تری شانہ ہوا ہے

مشتاق زیارت کو نہ تڑپائیے صاحب
صحرائے مدینہ کا وہ دیوانہ ہوا ہے

اے جوشِ جنوں تو ہی ذرا راہ نما بن
وحشت کا جہاں میں مری افسانہ ہوا ہے

اے حل علی فیض ہے پیرِ مغاں ہے
مسجود وہ اک سر کا شانہ ہوا ہے

اے قمر اب زندگیِ دہر پہ رغبت
لبریز تری عمر کا پیمانہ ہوا ہے

جدائی میں تری اے ماہ تاباں
جگر صد چاک دل مضطر پریشاں

کروں احوال دل اظہار کس سے
مرا ہے کون جز تیرے مری جاں

کرم کر مجھ غریب ناتواں پر
مری جاں میرے آقا میرے سلطاں

مجھے اس در کے سجدے سے نہ روکو
مرا قبلہ وہی ہے دین و ایماں

مدینے میں بلا لیجے قمر کو
کہ ہے یہ ہند میں با چشم گریاں

نبی کے دلبر و جانی محی الدین جیلانی
علی کے چشم نورانی محی الدین جیلانی

یہ عاصی چھوڑ کر در آپ کا شاہا کہاں جائے
مرے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی

تمہارے حسن کا صدقہ عنایت کچھ ادھر بھی ہو
مرے اے ماہ کنعانی محی الدین جیلانی

مرے دل میں ہے مدت سے تری درگاہ عالی کی
تمنائے مگس رانی محی الدین جیلانی

تمنائیں مری بر آئیں صدقہ جد امجد کا
نہ ہو مجھ کو پریشانی محی الدین جیلانی

دل مردہ کو زندہ کیجئے صدقہ پیمبر کا
مرے اے عیسیٰ ثانی محی الدین جیلانی

قمر کو گر میسر ہو تو اس کا بخت یاور ہو
در والا کی دربانی محی الدین جیلانی

اچانک خواب میں دیکھوں جو میں سلطان خوباں کو
رکھوں سر ان کے قدموں پر کروں قربان میں جاں کو
کروں گا آتش دل تیز قبلہ بھی جلاؤں گا

بناؤں گا میں قبلہ ابروئے خمدار جاناں کو

مجھے شمع حرم ہی ساقیا! تیرا رُخ روشن

پھروں اطراف میخانہ کے چوموں پائے مستاں کو

دل و جاں کر چکا نذرِ بتاں اب پھر یہ چاہتا ہوں

کوئی گاہک اگر پاؤں تو بیچوں دین و ایماں کو

نہ مجھ کو خوف دوزخ کا نہ جنت کی مجھے پروا

میں دیوانہ ترا ہوں کیا کروں گا حور و غلماں کو

نہ کہہ رندوں کو تو کافر نہ جا مجلس میں رندوں کی

نہیں پائے گا اے واعظ! کبھی اسرار رنداں کو

قمر اشعار رندانہ ہیں اب خاموش ہی ہو جا

شکایت ہے ترے اشعار سے گبر و مسلماں کو

مجھ کو جام بادۂ وحدت پلا
میرے ساقی مست کیا بیخود بنا

ہوں میں مشتاق نہایت ساقیا
جلد اپنا عارضِ روشن دکھا

دل لیے جاتا ہے مسجد کی طرف
خضر کہتا ہے مجھے میخانہ جا

عنبر سارا سے ہوش آتا نہیں
بوئے زلف عنبریں اپنی سنگھا

تیری فرقت ہی سے دل جلتا ہے
شربتِ دیدار اے ساقی پلا

اللہ رے جنت الماویٰ نہیں
کوچہ محبوب کی کھائی ہوا

ہمیں ہیں آپ اپنے دشمنِ دوست | کوئی ہوتا نہیں دشمن کسی کا

قمرؔ کب تک رہیگی آہ و زاری
مٹیگا وہ بُت ہے فن کسی کا

درِ دلدار سے شانِ خدائی
بڑے رتبہ نہ کیوں نصیب سے میرا
بتا شوخی! یہ تو نے کس سے سیکھا
کوئی دیکھے یہ جرأت آئینہ کی
ترنم ریز ہے بلبل چمن میں
ازل سے یا نبی شیدا ہوں تیرا
مری کشتی چلی ہے سوئے منجدھار

تری چوکھٹ ہو میری جبہ سائی
کہ کرتا ہوں ترے در کی گدائی
نبی ہے تیری حسنِ دلربائی
وہ کس سے کر رہا ہے خود نمائی
یہ کرتی ہے تری نغمہ سرائی
تری الفت مرے دل میں سمائی
نبی جی کیجئے اب ناخدائی

ترحم یا نبی حالِ قمرؔ پر
مرے دردِ جگر کی ہو دوائی

پلا جام وحدت مدینہ کے ساقی
نظامی کے ہاتھوں سے بھر کر پلائے
مدینہ کو میں سر کے بل جلد پہنچوں
ترے زائروں کی میں خدمت کرونگا
میں طیبہ کی گلیوں کو پلکوں سے جھاڑوں

دکھا اپنی صورت مدینہ کے ساقی
شرابِ محبت مدینہ کے ساقی
ہے یہ عزم و ہمت مدینہ کے ساقی
اگر ہو بھی قسمت مدینہ کے ساقی
یہ ہے شوق خدمت مدینہ کے ساقی

کبھی تو اس طرف سرکار دیکھو
تڑپتا ہے دل بیمار دیکھو

چھپا لو دامن رحمت میں اپنے
ستاتے ہیں مجھے اغیار دیکھو

مری کشتی بھنور میں آ پڑی ہے
ذرا اسکو لگا دو پار دیکھو

حسینانِ جہاں کو کیا کرو گے
مرے محبوب کا دیدار دیکھو

اُٹھا سکتا نہیں بارِ گراں کو
سیہ کاری کا ہے انبار دیکھو

نمایاں ہے تجلی نورِ حق کی
نبی کے چاند سے رخسار دیکھو

بُلا لیجے مدینے میں قمر کو
وہ ہے رسوا سرِ بازار دیکھو

مرا سینہ بنا گلشن کسیکا
سمایا آنکھ میں جوبن کسیکا

مرا سینہ بنا مسکن کسیکا
نظر آیا رخِ روشن کسیکا

ہوا کوچہ کی تیرے جسکو بھائی
نہیں بھاتا اُسے گلشن کسیکا

تمنا ہے رہے محشر میں یارب
ہمارے ہاتھ میں دامن کسیکا

نقابِ رخ کسیکا اُٹھتے اُٹھتے
کبھی دے جائیگا درشن کسیکا

بھروسہ کیا ہے چرخِ نیلگوں کا
کسیکا دوست ہی دشمن کسیکا

تڑپتا ہے دلِ مضطر لحد میں
گذر ہوگا سرِ مدفن کسیکا

قیامت کی سحر بھی کیوں نہ ہو لے
نہ چھوڑوں ہاتھ سے دامن کسیکا

کوئی ٹھکرا ہی دیتا ہے چلتے چلتے
گذر ہوتا سرِ مدفن کسیکا

ہمیں ہیں آپ اپنے دشمن و دوست	کوئی ہوتا نہیں دشمن کسیکا

قمر کب تک رہیگی آہ وزاری
نہ ہوگا وہ بُت پُرفن کسیکا

درِ دلدار ہے شان خدائی	تری چوکھٹ ہو میری جبہ سائی
بڑے رتبہ نہ کیوں قسمت کا میرا	کہ کرتا ہوں ترے در کی گدائی
بتا شوخی! یہ تو نے کس سے سیکھا	نئی ہے تیری طرزِ دلربائی
کوئی دیکھے یہ جرأت آئینہ کی	وہ کس سے کر رہا ہے خودنمائی
ترنم ریز ہے بلبل چمن میں	یہ کرتی ہے تری نغمہ سرائی
ازل سے یا نبی شیدا ہوں تیرا	تری الفت مرے دل میں سمائی
مری کشتی چلی ہے سوئے منجدھار	نبی جی کیجئے اب ناخدائی

ترحم یا نبی حالِ قمر پر
مرے دردِ جگر کی ہو دوائی

پلا جام وحدت مدینہ کے ساقی	دکھا اپنی صورت مدینہ کے ساقی
نظامی کے ہاتھوں سے بھر کر پلائے	شراب محبت مدینہ کے ساقی
مدینہ کو میں سر کے بل جلد پہنچوں	ہے یہ عزم و ہمت مدینہ کے ساقی
ترے زائروں کی میں خدمت کرونگا	اگر ہو بھی قسمت مدینہ کے ساقی
میں طیبہ کی گلیوں کو پلکوں سے جھاڑوں	یہی شوق خدمت مدینہ کے ساقی

ترے روضۂ پاک کا سبز گنبد — سراپا ہے رحمت مدینہ کے ساقی
سناؤں نگاہِ دو روکے افسانۂ ہجر — تجھے ماہِ طلعت مدینہ کے ساقی
بلا لے دکن سے عرب میں قمر کو — نکل جائے حسرت مدینہ کے ساقی

ستاتی ہے تیری یاد اے جاناں مجھے ہر دم ستاتی ہے
شبِ فرقت میں گھبرا کر [illegible] لب پہ جان آتی ہے

خیالِ رخ ترا دن بھر مجھے بے چین رکھتا ہے
تری زلفِ معنبر کی گھٹا شب بھر ستاتی ہے

تماشائے رخِ گلزار کا میں جب سے شیدا ہوں
چمن میں [illegible] بوئے گل خوش آتی ہے

مریضِ نرگسِ رعنا کی حالت کیا کہوں تجھ سے
نہ دن کو چین آتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے

وہ میرے دل میں رہتے ہیں مری آنکھوں میں پھرتے ہیں
ادائے دلربا ان کی عجب جلوے دکھاتی ہے

ہوا بدنام عالم میں ترا دیوانہ و عاشق
تری الفت ابھی دیکھوں تو کیا کیا رنگ لاتی ہے

دکھائی حق نے کیا جب سے تری شکل پری پیکر
نہ دل آتا پری پر ہے نہ حورِ خلد بھاتی ہے

قمر کس رشکِ گل کی آج گلشن میں سواری ہے
نسیمِ صبح اپنے میں نہیں پھولوں سماتی ہے

نحیف و زار ہوں ایسا کہ جا نہیں سکتا
ہیں انکو اپنے مکاں بھی بلا نہیں سکتا

الٰہی رحم تو کر میرے قلبِ نازک پر
غمِ فراق کا صدمہ اٹھا نہیں سکتا

ہے خوف مجھکو دلِ نازنیں کے دکھنے کا
میں داستانِ غم انکو سنا نہیں سکتا

وہ روبرو مرے آتے ہیں جب کبھی یا رب
زباں پہ حرفِ شکایت میں لا نہیں سکتا

مکاں سے میرے جو جاتے ہو جانِ صاحب
مگر خیال تمہارا تو جا نہیں سکتا

گلاب اگرچہ کہ خوشرنگ اور نازک ہو
مگر جو بات ہے تجھ میں وہ پا نہیں سکتا

دکھایا پیرِ مغاں نے قمر عجب جلوہ
نظر میں اپنی کوئی اب سما نہیں سکتا

اے رحمتِ دو عالم مجھ سے حجاب کبتک
فرقت کا آپ کی میں بھگتوں عذاب کبتک

دل مضطرب ہے میرا دیدار کو تمہارے
جاں تیری آرزو میں ہوگی خراب کبتک

فرقت کی آگ میرے سینہ میں شعلہ زن ہے
اے خواجۂ دو عالم دل ہو کباب کبتک

رحمت کی ہیں امیدیں دربار سے تمہارے
اے بادشاہ خوباں مجھپر عتاب کبتک

رخ پر سے اپنے چادر بہرِ خدا اٹھا دو
دلدادگوں سے اپنے رسمِ نقاب کبتک

پیغام انکو بھیجا خونِ جگر سے لکھکر
دیکھوں مرا مسیحا دیگا جواب کبتک

حسینؑ کا تصدق بلوائیے قمر کو
یہ ہند میں رہیگا خانہ خراب کبتک

وصل میں انکو حجاب دیکھئے کبتک رہے
مصحف رخ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

زلف کا رخ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے
ابر میں یہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

دیر میں بت بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
کعبہ کے رخ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

محفل چنگ و رباب دیکھئے کبتک رہے
دور شراب و کباب دیکھئے کبتک رہے

ہجر رسالت مآب دیکھئے کبتک رہے
عشق میں یہ پیچ و تاب دیکھئے کبتک رہے

آرزوئے وصل میں احمد بے میم کے
یوں مری مٹی خراب دیکھئے کبتک رہے

دن کو نہیں چین کچھ نیند نہیں رات بھر
دیدۂ حسرت پر آب دیکھئے کب تک رہے

زیست سے بیزار ہوں موت کا ہی انتظار
یوں ہی قمر پہ عتاب دیکھئے کبتک رہے

جام وحدت پلا دیا کس نے
مست و بیخود بنا دیا کس نے

روئے زیبا دکھا دیا کس نے
اپنا شیدا بنا دیا کس نے

خانۂ دل بسا دیا کس نے
اپنا جلوا دکھا دیا کس نے

صبح تشکل نسیم میں آکر
شمع تربت بجھا دیا کس نے

جلوۂ حسن اپنا دکھلا کر
محو حیرت بنا دیا کس نے

خضر با اترا نہ اپنے جینے پر
جام آب بقا دیا کس نے

صیت کن میں مجھے بروز الست
سخن اقرب سنا دیا کس نے

آ کے کثرت میں اپنی وحدت کا
شور و غوغا مچا دیا کس نے

دیجئے اک جام تجلی وحدت کا | [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

ای شہنشاہ حسیناں جلوہ فرما ہیجیے | خانۂ دل میں نہیں ہے آپ سا کوئی [illegible]

ہم نے دیکھا ہے حسینان جہاں میں آپ کچھ | ہم بھی ہیں صاحب تمہارے حسن کے آئینہ دار

خواہش فریاد ہے لیکن زباں کھلتی نہیں | ہاں قمر مضطر نہ ہو جلدی نہ کر [illegible]

اک جام مے پلادے خواجہ حسن نظامی | بیخود مجھے بنادے خواجہ حسن نظامی

جلوہ ترا دکھادے خواجہ حسن نظامی | حق سے مجھے ملادے خواجہ حسن نظامی

تا حشر تک رہوں میں بیہوش مست بیخود | پر کیف مے چکھادے خواجہ حسن نظامی

پھر پھر کے دربدر میں آیا ہوں تیرے در پر | تھوڑی سی مجکو جا دے خواجہ حسن نظامی

غرقاب ہو رہی ہے بحر گنہ میں کشتی | پار اسکو تو لگادے خواجہ حسن نظامی

سب مردہ دل پڑے ہیں چشم کرم مسیحا | اعجاز کچھ دکھادے خواجہ حسن نظامی

دل کو مزا ملا ہے تیری جراحتوں کا | تیر نظر چلادے خواجہ حسن نظامی

آیا ترے سہارے محبوب حق کے پیارے | سایہ میں اپنے جا دے خواجہ حسن نظامی

جب تو ہے اپنا حامی پروا نہیں کسی کی | انکار سے چھڑا دے خواجہ حسن نظامی

کوچہ میں تیرے شاہا اس بینوا قمر کو
[illegible] ولادت [illegible] خواجہ حسن نظامی

سب کو [illegible] شانہ محمد کا
ہر [illegible] وحدت سے میخانہ محمد کا

پروانہ [illegible]
خود شمع بھی دل سے ہے پروانہ محمد کا

[illegible]
مسجود ملائک ہے کاشانہ محمد کا

جنت کی نہیں حاجت [illegible]
پہنچے گا مدینے کو دیوانہ محمد کا

[illegible] تیرے [illegible] ہے [illegible]
ہو جائے اگر لطف شاہانہ محمد کا

جب قبر سے اٹھوں گا محشر میں غل ہوگا
سر کو [illegible] آتا ہے دیوانہ محمد کا

دیدار کی حسرت میں [illegible] ہے [illegible]
آ ہو سے حسن بھی ہو مستانہ محمد کا

خواجہ کے تصدق سے گردش میں ہے [illegible]
یک بار چل جائے پیمانہ محمد کا

کس بات کا محشر میں ہے خوف قمر تجھکو
بندہ تو خدا کا ہے دیوانہ محمد کا

تمہاری اک نگاہ لطف اے سرکار کافی ہے
قتیل خنجر مژگاں کو یہ تلوار کافی ہے

طبیبو شربت دینار کیا تجویز کرتے ہو
مریض عشق کو بس شربت دیدار کافی ہے

ہلال عید سے کب ہو تسلی دل کو عاشق کے
تمہارا یا محمد ابروئے خمدار کافی ہے

نشہ میں دولت دنیا کے اتنا ظلم کرتا ہے
جلانے کو ترے اک آہ آتش بار کافی ہے

قیامت میں قمر کو گرمی محشر کا کیا ڈر ہے
مدینے کی گلی کا سایہ دیوار کافی ہے

رخسار سے برقع کو اٹھا کیوں نہیں دیتے
وہ حسن خداداد دکھا کیوں نہیں دیتے

اک جام محبت کا پلا کیوں نہیں دیتے
جلوہ رخ رخشاں کا دکھا کیوں نہیں دیتے

ٹھکرا کے مری قبر کو اے رشک مسیحا
پھر قم کی صدا کہکے جگا کیوں نہیں دیتے

اے شاہ عرب اپنا بنا کر مجھے شیدا
حب دنیا دل سے مٹا کیوں نہیں دیتے

حسنین کا صدقہ مجھے دریائے کرم سے
اک جرعۂ مئے عشق پلا کیوں نہیں دیتے

اس وحشی و دیوانہ و مجنوں کو تمہارے
صحرائے مدینہ ہی میں جا کیوں نہیں دیتے

ہوں گرچہ گنہگار جدائی سے ہوں بیکل
بلوا کے مدینہ میں بسا کیوں نہیں دیتے

سنتے نہیں جو بیکس و مظلوم کی فریاد
پھر برق غضب ان پہ گرا کیوں نہیں دیتے

عثمان علی شاہ دکن کو میرے مولا
رشک جم و فغفور بنا کیوں نہیں دیتے

نام اے شہ بطحی یہ گنہگار قمر کا
دفتر میں غلاموں کے لکھا کیوں نہیں دیتے

روشن رخ دلبر مہ انور سے نہیں کم
رخسارۂ جاناں بھی گل تر سے نہیں کم

خال رخ محبوب تو اختر سے نہیں کم
ابروئے دلدار بھی خنجر سے نہیں کم

خوں ہو کے ٹپکتا ہے جگر آنکھوں کی رہ سے
یہ جوئے سرشک اپنا سمندر سے نہیں کم

کشتے تری نظروں کے تڑپتے ہیں ہزاروں
نوک مژۂ یار ہے نشتر سے نہیں کم

جب انکے تبسم سے چمک جاتی ہی بجلی
گویا در دنداں بھی تو گوہر سے نہیں کم

نرگس ترے دیدار میں ہے محو نظارہ
لالہ بھی جگر سوختہ اخگر سے نہیں کم

رہتا ہے بتوں کا ہی تصور میرے دلمیں / اب خانۂ دل اپنا یہ مندر سے نہیں کم
دم بھر میں خبر لاتا ہی محبوب کی میرے / قاصد دمِ رفتار کبوتر سے نہیں کم
وصفِ دہنِ پاک میں خاموش قمر ہے / لعلِ لبِ جاناں مئے احمر سے نہیں کم

عاشق و معشوقِ یزدانی ہیں آپ / مالکِ تختِ سلیمانی ہیں آپ
یا محمدؐ شانِ رحمانی ہیں آپ / مصدرِ انوارِ ربانی ہیں آپ
گو بظاہر شکلِ انسانی ہیں آپ / تاجدارِ تختِ رحمانی ہیں آپ
کُل معمے دین کے حل ہوگئے / کاشفِ اسرارِ پنہانی ہیں آپ
ہیں حسینانِ جہاں کے تاجدار / نائبِ محبوبِ سبحانی ہیں آپ
یوسفِ مصری جو مثلِ ماہ ہیں / فی الحقیقت ماہِ کنعانی ہیں آپ

ہو قمر پر بھی عنایت یا نبیؐ
گوہرِ تاجِ سلیمانی ہیں آپ

مرغِ دل میرا شکارِ تیرِ مژگاں ہوگیا / طائرِ جاں بھی اسیرِ زلفِ پیچاں ہوگیا
آرزوئے محملِ لیلےٰ میں ہوں صحرا نورد / پھول میرے حق میں بس خارِ مغیلاں ہوگیا
کیا ہوئے ہوش و خرد کیوں جا چکے صبر و شکیب / کسکا یارب مضطرب دل میرا ہمارا ہوگیا
خنجرِ ناز و ادا نے کام میرا کر دیا / گردن و سر آپ کا ممنونِ احساں ہوگیا
جاں بلب ہوں ہجر سے اب تک نہیں ہے روزِ وصال / زندگی یاں ہو چکی واں عہد و پیماں ہوگیا
وصل کی شب میں قمر ہم نے تماشا ہی کیا / جاں تصدق ہوگئی دل اُس پہ قرباں ہوگیا

جینا بھی مصیبت ہے اگر یار نہیں ہے
ہم اپنا گلا کاٹتے تلوار نہیں ہے

ہے کون جو اُس یار کا بیمار نہیں ہے
ہے کون جسے عشق کا آزار نہیں ہے

ہے کون جو دنیا میں گنہگار نہیں ہے
بہرا اس بت کافر کا گرفتار نہیں ہے

ہے لطف اگر سیر چمن میں ہے لیکن
بے یار کے گل کچھ ہمیں ازہار نہیں ہے

دیکھے ہیں حسین اور طرحدار بہت سے
پر کوئی تمھارا سا طرحدار نہیں ہے

خنجر تو نہیں یہ مژہ شوخ مژگاں
شمشیر ہے یہ ابروئے خمدار نہیں ہے

یہ کفر کا رشتہ نہیں ہے طوق محبت
گردن میں برہمن کی یہ زنار نہیں ہے

سب کام قمر اپنے کرو حق کے حوالے
دنیا میں کسی کا کوئی غمخوار نہیں ہے

آپ کی ہم پر نظر کچھ بھی نہیں
میری آہوں میں اثر کچھ بھی نہیں

نالۂ دل میں اثر کچھ بھی نہیں
آبروئے چشم تر کچھ بھی نہیں

جاں بلب ہو عاشق شیدا یہاں
واں مسیحا کو خبر کچھ بھی نہیں

در بدر پھرتے ہیں دنیا کے لیے
روز محشر کا خطر کچھ بھی نہیں

اشرف المخلوق کہلاتے ہیں ہم
در حقیقت ہیں مگر کچھ بھی نہیں

سر پہ ہے بار گراں منزل ہے سخت
پاس یاں زاد سفر کچھ بھی نہیں

کھیتی آخر ہے یہ دنیائے دوں
ہے ثمر واں یاں ثمر کچھ بھی نہیں

میں لب و دنداں پہ کیا قربان کروں
لعل و یاقوت و گہر کچھ بھی نہیں

تیرے رخساروں کے آگے جانِ من
ہستی شمس و قمر کچھ بھی نہیں

فی الحقیقت موت ہی پیغامِ وصل
گور مسکن ہے یہ گھر کچھ بھی نہیں

میکدے میں ساقیٔ کوثر کے چل
ہے مئے عرفاں خمر کچھ بھی نہیں

دستگیری کیجئے خواجہ مری
ہوں سراپا بے خبر کچھ بھی نہیں

دعوئے عشق و محبت اے قمرؔ
دردِ دل سوزِ جگر کچھ بھی نہیں

ہست رشک باغِ جنت روئے رخشان شما
ہست رشک مشک و سنبل زلفِ پیچانِ شما

پا بگل سرو سہی در بوستاں استادہ است
در تمنائے قد سرو خرامانِ شما

غمزۂ خوں ریز تو خونِ جگر ہا ریختہ
کار نشتر می کند خار گلستانِ شما

از جمال تو گرفتہ روشنی خورشید ماہ
پُر ضیا سیارگاں از روئے تابانِ شما

آرزو دارد قمر بیند رخ پُر نور تو
نیز در یثرب شوم اے شاہ مہمانِ شما

جب بشر نے اپنی تیغ عکے جوہر دکھائیے

تنہا ہزار لاشوں کے خرمن لگا دیئے

سرور نے کر کے اہل شقاوت کو پائمال

نام و نشان اُن کے جہاں سے مٹا دیئے

چھوڑا نہ ساتھ شاہ کا رفقا نے تا بمرگ

دینے سروں کو راہِ خدا میں کٹا دیئے

کٹوا کے سر کو اپنے جوانانِ خلد نے

دوزخ سے عاصیانِ اُمم کو چھڑا دیئے

ہم عاصیوں کیواسطے سب فوج و خانماں

راہِ خدا میں شاہ اُمم نے لٹا دیئے

عباسؑ نے جو حملہ سوئے اشقیاء کیا

لشکر کو کاٹ کشتوں کے پُشتے لگا دیئے

اک قطرہ اہلِ بیتؑ کو پانی نہیں ملا

پہرے شقی نے نہر پہ ہر سو بٹھا دیئے

جب تشنہ لب حسینؑ کو مارا یزید نے

اللہ رے صبر مرتے ہی مرتے دعا دیئے

یہ داستانِ غم نہ رقم ہوسکی قمر

اک حرف لکھ کے سیکڑوں آنسو بہا دیئے

مصطفےؐ کی شان شانِ ایزدِ غفار ہے
جبرئیلؑ ادنےٰ سا جن کا غاشیہ بردار ہے
ہو گیا شیرمندہ تیری چال سے کبکِ دری
کیا نرالی طرز کی شانِ خدا رفتار ہے
نرگس و بادام کہتے ہیں زبانِ حال سے
کیا ہی متوالی رسیلی مست چشم یار ہے
زاہدو! تم کو مبارک مسجد و محراب ہو
سجدہ گہ میری نبیؐ کی ابروئے خمدار ہے
یا نبیؐ! کشتی ہماری آپڑی منجدھار میں
گر کرم ہو آپ کا اسپر تو بیڑا پار ہے
آپ کی دوری میں کبتک رنج و غم سہتے رہیں
اب مصیبت حد سے گزری زندگی بیکار ہے
جلد بلواؤ قمر کو ہند سے یا شاہِ دیں!
بے بضاعت ہوں نہیں کچھ پاس اب سرکار ہے

دن رات تری یاد سوا کام نہیں ہے
گردش سے فلک کی مجھے آرام نہیں ہے
آفت ہے مصیبت ہے بلا ہے یہ محبت

آغاز ہے اچھا مگر انجام نہیں ہے

آشفتہ ہے دیوانہ ہے شیدا ہے مریجاں
اپنے ہیں ترا عاشق ناکام نہیں ہے

کیا خاک ہے وہ زندگی جو یار نہو پاس
وہ دل نہیں جس دل میں دل آرام نہیں ہے

دیکھا نہ ہو جو قیس کو وہ دیکھے دکن میں
مشہور قمر نام ہے گمنام نہیں ہے

ایک مدت سے ترا والہ و شیدا ہوں میں
ہمہ تن آئینہ ہوں محو تماشا ہوں میں

بستۂ سلسلۂ زلف چلیپا ہوں میں
کوبکو تیرے لیئے ہند میں رسوا ہوں میں

لوگ کہتے ہیں مجھے عاشق شیدا تیرا
انگلیاں اٹھتی ہیں جس راہ سے جاتا ہوں میں

گل رخسار پہ ہوں مست میں مثل بلبل
اور تپ ہجر سے بیمار سراپا ہوں میں

چشم میگوں نے تری مست کیا ہی مجکو
مبتلائے اثر نرگس شہلا ہوں میں

بیخودی تیرے لیئے رہتی ہی دن رات مجھے
مضطرب ہجر میں تیرے گل رعنا ہوں میں

ضبط کی آگ سے پھکتا ہے جگر عاشق کا
حال دل اپنا کسی سے نہیں کہتا ہوں میں

کوئی ہمدرد مرا ہے نہ کوئی مونس ہے
جوشش وحشت سے سدا آنسو بہاتا ہوں میں

قافلے والے گئے چھوڑ کے تنہا مجکو
بیکسی روتی ہے جب اشک بہاتا ہوں میں

قمر خستہ جگر کی ہے تمنا یارب
کہ نبی مجکو کہیں تجکو بلاتا ہوں میں

خانۂ دل میں چلے آیئے پیارے خواجہؒ

میری آنکھوں میں سما جایئے پیارے خواجہؒ

حیدرآباد سے آیا ہوں در والا پر

کام بگڑے ہوئے بنوا لیجئے پیارے خواجہؒ

کوئی خالی نہیں جاتا ہے در دولت سے

مجھ کو محروم نہ فرمایئے پیارے خواجہؒ

گرچہ ہے سلسلۂ قادریہ میں شرکت

چشتیہ فیض بھی دلوایئے پیارے خواجہؒ

میکدہ آپ کا ساقی مرے آباد رہے

جرعہ اک مجھ کو بھی پلوا لیجئے پیارے خواجہؒ

آپ سے حالِ پریشاں نہیں مخفی میرا

جلد ان جھگڑوں سے چھڑوایئے پیارے خواجہؒ

گردشِ چرخ سے با حالِ پریشاں ہوں میں

بختِ برگشتہ کو سلجھایئے پیارے خواجہؒ

سایۂ دامنِ اقدس رہے سر پر میرے

اپنی رحمت کو بھی پھیلایئے پیارے خواجہؒ

چھوڑ کر آپ کا دروازہ کہاں جاؤں میں

آرزوئیں مری برلائیے پیارے خواجہ

آستانے سے غلام آپ کا ہوتا ہے جدا

سال آیندہ بھی بلوائیے پیارے خواجہ

کیا تعجب کہ قمر بھی ہو جہاں میں نامی

مہر و الطاف جو فرمائیے پیارے خواجہ

گرمیٔ بازار ہے پر اک جلوۂ رعنائی

ہے لب میں ترے ظالم اعجاز مسیحائی

کوچے میں ترے لاکھوں بسمل سے تڑپتے ہیں

کچھ تجھکو خبر بھی ہے اے محوِ خود آرائی

خاکِ درِ جاناں کی تاثیر عجب دیکھی

ہے صندلِ دردِ سر اور سرمۂ بینائی

للہ دکھا دیجے اپنے رخِ روشن کو

فرقت میں چلی ہے جاں اب ہے شبِ تنہائی

اب عاشقِ مفلس سے کیا تجھکو تمنا ہے

لی نذر دل و دیں بھی اور تاب و توانائی

ہے خاک ملی منہ پر اور چاک گریباں ہے

اس حالتِ خستہ پر ہے خلق تماشائی

فریاد کرے کس سے بیچارہ قمر اپنی
جز تیرے نہیں کوئی اُسے کا فریادرسائی

یا ربا نام و نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
لامکاں اُسکا مکاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

خانۂ دل میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
مری آنکھوں میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہر رگ جاں میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا
جان جاں روح رواں تھا مجھے معلوم نہ تھا

رونق افزائے حرم ساکن کعبہ تھا وہی
بتکدہ میں بھی نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیخودی میں جو ہوئی جلوہ نمائی اُسکی
میں کہاں تھا وہ کہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہوش موسیٰ کے اُڑے جس سے جلا کوہ طور
وہ میرا سوز نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

ملک ہستی میں عدم سے جو قمر کو لایا
وہ مسیحائے زماں تھا مجھے معلوم نہ تھا

مرے قابو سے اب جاتا رہا دل
کسی کے زلف میں شاید پھنسا دل

پتا ملتا نہیں پہلو میں اُسکا
نہیں معلوم کیسے کھو گیا دل

مجھے لادے خبر کوئے صنم کی
وہاں کرتا ہے کیا باد صبا دل

پرانے عاشقوں سے مانگ لو تم
کروگے کیا مرا لیکر نیا دل

جسے دیکھا ہوا مفتوں اُسی پر
اسی کا نام ہوگا باؤلا دل

مجھے بوئے کباب آتی کہیں سے
نہیں معلوم کسکا جل گیا دل

قمر اُس پہلی شب کی کشمکش میں
خدا جانے کہاں پر گر پڑا دل

عشق احمدؐ میں ہوا چاک گریباں افسوس
کبھی سوکھا نہ میرا دیدۂ گریاں افسوس

نہیں لیتا ہی خبر رشک مسیحا اک بار
ہجر میں دل مرا رہتا ہے پریشاں افسوس

حسرت جلوۂ دیدار رہی دل میں مرے
نہ ہوا ہائے کبھی وصل کا ساماں افسوس

انتظاری ہی رہی تا دم آخر مجھ کو
واپس آیا ہی نہیں قاصد ناداں افسوس

صورت یار کا ہوتا ہے کبھی مجکو خیال
صورت آئینہ رہجاتا ہوں حیراں افسوس

ساغر شربت وصلت نہ کبھی ہاتھ آیا
ہائے پوری ہی نہیں ہوتی ہے ارماں افسوس

ہاتھ ملتا ہی رہا شوق زیارت میں قمر
بدنصیبی کا مری ہے کہیں پایاں افسوس

پھولوں نے ہی پایا تری نازک بدنی کو
خیاط ازل کے ید قدرت نے سیا ہی
دیکھا تو کہا تیرے لب لال کو حقا

بلبل نے ہی سیکھا تری شیریں سخنی کو
تن پر ترے یہ جامہ سبز چمنی کو
کیا خوب بنایا ہے عقیق یمنی کو

اے بادِ صبا سوئے مدینہ جو گزر ہو
پہنچا مری تسلیم رسولِ مدنی کو

اے بار خدایا تری قدرت کے تصدق
کر دیتی ہے اک آن میں مفلس وہ غنی کو

محروم رہے ہند میں دیوانہ تمہارا
دیدار میسر ہوا ویس قرنی کو

سونگھا ہو مدینے میں جو خوشبوئے محمد
کب دھیان میں لاتا ہے وہ مشک ختنی کو

نرگس کو تری آنکھ نے مخمور بنایا
دیوانہ کیا اپنا غزالِ ختنی کو

آیا نہ عیادت کو مری رشک مسیحا
اب لاش پہ آیا ہے مری سینہ زنی کو

خشکی میں کٹی عمر عزیز آپ کی زاہد
اب آئے ہیں میخانہ میں توبہ شکنی کو

اے شاہ عرب عرضِ قمرؔ آپ سے یہ ہے
بلواؤ مدینے میں کبھی اس دکنی کو

پیا جس نے کہ پیمانہ معین الدین چشتی کا
ہوا وہ مست دیوانہ معین الدین چشتی کا

چلو اے عاشقو! جام مے وحدت کے پینے کو
کھلا رہتا ہے میخانہ معین الدین چشتی کا

ہزاروں عاشق و شیدا در خواجہ پہ بیٹھے ہیں
عجب ہے لطف جانانہ معین الدین چشتی کا

چلو اجمیر کو اے حور و غلماں چھوڑ کر جنت
ذرا دیکھو چلو خانہ معین الدین چشتی کا

کیا مدہوش و بیخود اک نظر میں اپنے خادم کو
ہے وہ انداز مستانہ معین الدین چشتی کا

درِ مقصود سے دامن قمرؔ کا کیوں نہ پُر ہو گا
ہے اُس پر لطف شاہانہ معین الدین چشتی کا

ہو دور میرا رنج و غم یا رحمۃ للعالمین
ہو جائے بس اب مہر کرم یا رحمۃ للعالمین

ہے آرزو با چشم تر اے سیدِ والا گہر
ہوں میری آنکھوں پر قدم یا رحمۃ للعالمین

خاک در خیر البشر کیونکر نہو کحل البصر
در آپ کا بیت الحرم یا رحمۃ للعالمین

ماہ عجم مہر عرب شمع شبستان طرب
محبوب رب شاہ امم یا رحمۃ للعالمین

جز تیرے پشتیباں مرا کوئی نہیں ہے دوسرا
مولا مرے حق کی قسم یا رحمۃ للعالمین

تیرا سخی دربار ہے حاضر کوئی لاچار ہے
کانِ سخا بحرِ کرم یا رحمۃ للعالمین

جبتک نہ دیکھوں آپ کو اتنی عنایت مجھپہ ہو
نکلے نہ جان پر الم یا رحمۃ للعالمین

اب ہو قمر پر یا نبی چشم عنایت آپ کی
کبتک رہیں یہ چشم نم یا رحمۃ للعالمین

رباعیات

کسی کے در پہ نہ لے جا مرے مولا مجھکو
مالداروں کا نہ محتاج بنانا مجھکو

فضل سے اپنے کئے ہوئے سیاہ کو سفید
روسیاہی سے قیامت میں بچانا مجھکو

دیگر

دیکھ نہ بلبل کبھی گلشن و گلزار کو
صحن قفس باغ ہے مرغ گرفتار کو

وعدہ روز جزا جب کہ کیا یار نے
ہجر میں بھی وصل ہے طالب دیدار کو

در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیحضرت حضور نظام آصفجاہ نواب میر عثمان علی خان بہادر خلد اللہ ملکہ سلطنتہ

دستِ شہ دُرفشاں اگر گردد — قلزم از آبِ شرم تر گردد

پادشاہِ زماں کہ از فرِ او — آہوئے مادہ شیر نر گردد

امرِ او پردہ گر ز رخ فگند — روزگار گزشتہ بر گردد

نہیِ او چرخ را چو منع کند — ہیچگہ آسماں نہ بر گردد

عدلِ او گرگ را کند چوپاں — تا ز گرگیش بے خبر گردد

لطفِ او جاں بہ تن چو اندازد — جاں بمرگ ار ز تن بدر گردد

قہرِ او گر شرر بدہر زند — دہر خاکستر از شرر گردد

گر نہ گیرد ز شمس رائے تو نور — تیرہ آئینۂ قمر گردد

نہ کنی سایہ گر بجوشش حالی — ہمہ احوالِ او بتر گردد

گر بہ جاں طاعتِ تو ننماید — حکمِ افلاک بے اثر گردد

ابرِ جودت چو قطرہ افشاند — قلزمش بیگماں ثمر گردد

امرِ تو حکم بر زماں چو کند — انقضا از زمانہ بر گردد

اے شہ آصف و سلیماں فر — وے ز تو رونقِ ہنر گردد

فیضِ نیساں چو گیرد از کفِ تو — قطرۂ آب ام گہر گردد

حزم تو فتنه را کند در خواب — گر ز سرِ خویش بے خبر گردد
دارم امید عاطفت کہ ازو — ہم برایں بندہ یک نظر گردد
تا بہ گیتی زگردشِ افلاک — گاہ خیر است و گاہ شر گردد
شر بدورِ تو در عدم بادا — خیر عامت بہ بحر و بر گردد
طول و عرض جہان ہفت اقلیم — پیش قدر تو مختصر گردد
ہمہ الوانِ نعمت دو جہاں — گرد خوانِ تو ما حضر گردد

سایۂ ابرِ جود تو شاہا!
از قمر در جہاں نہ برگردد

تمت

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۳۲ھ

تاریخ طبع کتاب باب عشق گلدستہ قمر از نتیجہ افکار مولانا مولوی ابو الجمال احمد مکرم صاحب عباسی چڑیاکوٹی

دل کہ آئینہ صفا باشد — اندراں جوہرِ وفا باشد
بیوفائی بود نشانِ نفاق — قولِ پیغمبرِ خدا باشد
بیوفا را خود اعتباری نیست — تا کہ مردود کبریا باشد
مرد را خصلتِ وفاداری — موجبِ عزتِ علا باشد

بیوفائی بجز مروِ شریف — آفت و عیب بد بلا باشد
این سخن گفته ام غلط که شریف — در جہاں بے وفا کجا باشد
بیوفائیست عادتِ ارذال — بے وفائی نہ کارِ ما باشد
مہر را جنس و لازم است وفا — گر نہ مہر ست کے وفا باشد
چوں شعارِ نگار بے مہریست — گر نباشد وفا بجا باشد
گر رخاں از جفا و جور و ستم — از ادا ہائے دلربا باشد
ساقی از من لطیفۂ بشنو — کاں عمر از جملہ راز ما باشد
خود مراد ست داد محبوبے — کش بود مہر و ہم وفا باشد
ہمہ اوصاف و صفتش ز لتے — جان احباب بے ریا باشد
در نکوئی و در وفاداری — مہر در رحمتِ خدا باشد
و خلیلی آشنا محبتانی — کہ عدوی عدوی ما باشد
از من یکہزار و سہ صد و ہفت — شمع بزمِ وداد ما باشد
رنجشے گاہ روئے ننمودہ — کہ خلوص بیانِ ما باشد
بلبلِ باغ اصطفا یعنی — قمر الدین کہ یار ما باشد
شاعرِ خوش بیان خوش گفتار — کاہ از کذب و افترا باشد
نثرش خوب نظم ہم دلکش — نظم وے سحر ہش ربا باشد
[illegible] خود را بطبع چوں آورد — تا ازو نام را بقا باشد

زانکہ تاریخ طبع فرمودن — رسم یاران خوش نوا باشد

گفتم از روے بہجت و یاری — دلکشا نظم یار ما باشد

نغمۂ عندلیب چہچہہ زن — سال ہجری چہ دلفزا باشد

سہ صد و ہزار و سی و چہار — سال ہجری بکر جا باشد

تاریخی قطعات از جناب مولانا ابوالوقار نامی کوہ سوار نظامی فیضہم صدر مدرس مدرسہ مانوی دکن

زمانے میں چرچا ہو نعت نبی کا — گلستاں میں جس سے پھولا پھلا ہے

وہ عالم اسی روشنی سے ہیں تاباں — جدھر دیکھیے بس اسی کی ضیا ہے

ہے بعد از خدا کے محمد کا رتبہ — وہ ہر ایک منظر میں جلوہ نما ہے

اسی ذات سے ہے تسلی دلوں کو — یہی ہے جو ہم سب کا قبلہ نما ہے

نہیں کوئی دنیا میں پاسنگ جس کا — وہ شان خدا ہے وہ خیر الوریٰ ہے

زباں پر جہاں نام آتا ہے چڑھکر — تو جھکتی ہیں آنکھیں یہ شان خدا ہے

حکم میں قیصر کے خدا روشنی دے — کہ گلدستۂ نعت اچھا لکھا ہے

ٹپکتی ہے ہر شعر سے شان الفت — زبان ہلالی خدا آشنا ہے

رسول خدا کے محامد ہیں سارے — یہ گلدستہ گنجینۂ بے بہا ہے

ہے خواجہ نظامی کا یہ فیض حسن — کہ دل میں قیصر کے محمد کی جا ہے

ہو مقبول گلدستہ ہند و دکن میں
یہ بخشش کا ذریعہ بنے عاقبت میں
یہ محنت ٹھکانے لگے کی قسم کی
مبارک تمہیں کارنامہ تمہارا

یہی اب خدا سے ہماری دعا ہے
جگر سوزیوں کی یہی التجا ہے
کہ قرآں میں "لاتقنطوا" کو پڑھا ہے
دل احباب کا تم نے شاداں کیا ہے

کہو صاف تاریخ گلدستہ ناؔمی
"یہ نعتِ نبیؐ کا خیاباں بھلا ہے"
۱۳۰۱ھ

ولہ

قمر کیوں کر رہا ہے دل میں گھر آج
نہیں چھپتی چھپائے سے محبت

مجھے کل ہوش تھا ہوں بےخبر آج
پڑھی ناؔمی نے کیا؟ نظمِ قمر آج
۱۳۰۱ھ

ولہ

چہ نشینی شکستہ دل ناؔمی
گر شمیمِ محبتش خواہی

اے علی العزم ہمتِ مرداں
خیز و گلدستۂ قمر گرداں
۱۳۰۱ھ

ولہ

بلا یا شاعری کو آپ میں کھو آپ حیرت ہے
ادھر شرمندگی ہی اور ادھر صحبت کی کثرت ہے

جو سچ پوچھو تو کہدوں صاف و نظمیں ہیں کیا ہزاروں میں
زمانے میں تری نامی قمر سے آج شہرت ہے

قطعہ تاریخ طبع باب عشق گلدستہ قمر منجانب مولوی حافظ ولی محمد صاحب ولیؔ شریعت پناہ قاضی صاحب فرسٹ لانسر امپیریل سروس ٹروپس حیدرآباد دکن

بیشک عجب جناب قمر کا کلام ہے
ہر شعر میں نمود ہے توحید کا اثر
تاریخ طبع اسکی ولیؔ نے یہ کہدیا
پند مفید معنی ہے گلدستۂ قمر
۱۳۴۴

قطعہ تاریخ طبع باب عشق گلدستہ قمر نتیجۂ فکر جناب مولوی محمد فرید خان صاحب المتخلص بہ فنا حیدرآباد دکن

واہ کیا گلدستہ ہے یہ بے نظیر
جسکے ہر گل میں ہے وحدت کا ثمر
سال طبع اس کا فنا نے کہدیا
مرآت بے زنگ دیوان قمر
۱۳۴۴

پُر تاثیر
خطیب
اخباری منبر کے اردو خطیب کے خطبے سنو جو ہر ہفتے
دین و دنیا کی بھلائی کے پُرتاثیر وعظ سُناتا ہے۔ اردو زبان اس کے
نرالے بیان پر جھومتی ہے۔ کھوئے ہوئے رستے اس خطیب کے سامنے ہاتھ باندھے
چلے آتے ہیں۔ مشہور ماہوار رسالہ نظام المشائخ کے دفتر سے نکلتا ہے۔ حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب کے مضامین اب زیادہ تر اسی میں چھپتے ہیں۔
چندہ سالانہ ششماہی سہ ماہی ۱۳ خریداران نظام المشائخ
سے سالانہ ششماہی سہ ماہی ۱۱
(نمونہ مفت)
منیجر
خطیب دہلی سے منگائیے

۴۸۶
ھو الکل
یا معین
بیاضِ عاشقان
المعروف بہ
دیوانِ قمر
نتیجۂ فکر
جناب ڈاکٹر مولوی محمد قمر الدین حسن صاحب قمر (لالی شاہ) چشتی نظامی
حیدرآباد دکن
باہتمام
جناب مولوی مرزا حیدر علی بیگ صاحب آغا علی ابوالعلائی

تقریظ

عالیجناب معلی القاب راجہ راجایان بہادر مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت سرکار عالی

شاد کے محب طریقت ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلالی شاہ چشتی نظامی نے (بیاض عاشقاں) کے نام سے اپنا کلام طبع کراکے شایع کرنیکا قصد کیا ہے اور فقیر سے بھی یہ خواہش کی ہے کہ کوئی تقریظ یا قطعہ تاریخی لکھا جائے۔ دوست کی فرمایش کا پورا کرنا بھی میں اپنی ڈیوٹی سمجھتا ہوں۔

ہلالی شاہ آسمان چشتیہ نظامی ہیں گو بظاہر ہلال نظر آتے ہیں لیکن اپنے انوار کمال کی روز افزوں ترقی سے ماہ کامل ہونے والے ہیں۔ ہلال آسمان اگرچہ نیر جہاں افروز سے کسب انوار کرتا ہے۔ لیکن فی نفسہ اسکا مادہ قابلیت اسکی ذات میں قدرت نے جسطور سے ودیعت رکھا ہے چشم ظاہر بیں اسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہے۔ دنیا کے حسین جیسے شب دیجور میں عشاق کے ظلمتکدوں کو اپنے شمع جمال سے منور کرتے ہیں چاند اپنی شمع انوار سے ظلمت سرائے جہاں کی تاریکیوں کو نورانی بنا دیتا ہے۔ ہلالی شاہ کے کلام کا معشوقانہ انداز دل افروزی میں ماہ کامل کا جواب ہے۔ عشاق حزیں کی شب دیجور خیالی کی وہ برافروختہ شمع ہے کہ آنکھوں کے روزنوں سے تا بہ قلوب میں تجلی فروشی کرتی ہے معشوق

کی ادائیں جانستان اور عشوے ہوش ربا اور غمزے غارتگر صبر و شکیب ہوتے ہیں
ہلالی شاہ کے قلم نے مژگان جگر گداز خدنگ غمزہ خوں ریز نشتر شوخی نگاہ
پرنیزادوں کو عشاق سخن کے دل سے جھلا دیا ہے۔

یہ انداز کلام شاہد ہے کہ کسی ماہ کامل کی رعنائی اور زیبائی کا یہ
چربہ ہے۔ اسکی تصویر خیالی لب گویائے حال سے یوں زمزمہ سنج ہے۔

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

ہلالی شاہ کا یہ سوز سینہ اور گفتار سوز و ساز عاشق کامل یعنی مولانا خواجہ حسن نظامی
محبوب الٰہی کی منتظرا نہ نظر کا اظہار کرتی ہے ایک ڈاکٹر جراح کو نشتر عشق سے
سراپا مجروح بنا دیا ہے ورنہ یہ جگر پارے انکی نوک مژگان قلم سے نہ بہتے
ہاں میرے پیارے ہلالی شاہ تمہارا کیا کہنا قمر الدین تھے اور کاہش
عشق نے انکو آسمان چشتیہ میں ہلال بنا دیا ہے یہ کاہش آپکی آئندہ بدر بننے
کی خبر دیتی ہے۔ پیشتر سے اسکی ترقی کی مبارکباد قبول ہو۔ اور اس آفتاب چشتیہ
کے قربان جسکی ایک ادنیٰ سی توجہ نے مسیحائی کا کام کیا ہے۔ دل میں درد، جگر
میں سوز، آہ میں اثر، آنکھوں میں تری، پیدا کر دی ہے۔ مریض تمہارے نشتر
تڑپتا ہے۔ مگر تم کسی کی صورت کے شوق میں ایسے محو ہو کہ بجز دمساز رقص
ہو اور خود بھی بے اختیار تڑپتے ہو اور بے نشتر مارے کے عاشق مضطر
کر انجان دونوں کو تڑپاتے ہو سبحان اللہ العلی العظیم اللہم
اب تمہارا شکستہ دل ٹوٹے ہوئے دلوں کے پیوند کے قابل ہو گیا۔ تمہارے

درد دل کی چمک سرگشتگان وادی عشق کے راستہ میں مشعل دکھلا رہی ہے جسکے روبرو برق بھی چراغ کشتہ نظر آتی ہے عشاق کی نظروں میں دلربا سکر دوست کا جلوہ نظر آنے لگا تمہارے خیال کی شوخی نشتر کا کام کر رہی ہے اسلئے تمہاری بیاض کا ہر ایک شعر روحوں کو تڑپا رہا ہے۔ ہر ایک مصرعہ روانی میں چلتی ہوئی تلوار ہے اور ہر ایک لفظ چبھا ہوا نشتر۔ اور ہر ایک حرف افروختہ انگار اور ہر ایک کلمہ بھڑکتا ہوا شعلہ ہے جی چاہتا ہے کہ اس بیاض عاشقاں کو حرز جاں بناؤں اور اپنے دل شیدا کو عمر بھر شاہدان معانی کا تصویر خانہ بنا لوں۔

قطعہ

بیاض عاشقاں سے دل ہے بیتاب — نظر ہے دیکھنے سے اسکے سیراب
ہے شوخی سے ہر اک لفظ اسکا نشتر — رگ جاں کو تپش پھر ہو نہ کیونکر
ہلالی شاہ ہیں وہ ماہ کامل — کہ جن کے نور سے روشن ہے ہر دل
مرے خواجہ کہاتے ہیں ہمارے — تو پھر کیونکر نہ پیارے ہوں ہمارے
مئے وحدت سے بھر دے انکا ساغر — الٰہی مست رکھ تا روز محشر
کمال انکا زمانہ میں عیاں ہے — منور انکے پرتو سے جہاں ہے

کرے کیا شاد اب تعریف اُن کی
کہ کرتا ہے جہاں توصیف اُن کی

قطعۂ تاریخ طبع دیوان الموسوم بہ بیاض عاشقاں

از نتیجۂ فکر مولوی محمد حنیف صاحب فروغ شاگرد حضرت داغ دہلوی مرحوم و مغفور

عاشقاں را مژدہ ارباب تصوف را نوید — جلوہ آرا شد بیاض عاشقاں اندر جہاں

بے تردد یافتم تاریخ طبعش اے فروغ — چوں سر دل را نہادم بر بیاض عاشقاں

۱۳ ۳۵ ۴

۱۳ ھ ۲۹

دیگر

بشد طبع دیوان شاہ ہلالی — کہ نامش نکو قمر دین است اصلی

پے سال طبعش فروغ آشکارا — دلم مختصر گفت تاریخ فضلی

۱۹ ۶ ۲۱ ۱۳۰

قطعۂ تاریخی از مولوی حکیم محمد سید تاج الدین خان صاحب تاج حیدرآباد دکن

مہر برج نعت و عرفان است دیوان قمر

مژدہ باد اے بیدلاں ہست ایں بیاض عاشقاں

چوں (بیاض عاشقاں) شد سال تدوین کلام

تاج سال طبع آں گو (ہا بیاض عاشقاں)

۱۳ ھ ۲۹

نذر

نہایت ادب سے اس فقر پریشان کے دوسرے حصہ کو جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آج دیوان بنکر شایع ہو رہا ہے اپنے خادم نواز پیر و مرشد قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی کے نورچشم لخت جگر حضرت صاحبزادہ خواجہ حسین نظامی کی خدمت میں بطور نذر پیش کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آں مخدوم اور حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے گرامی اسماء کی نسبت سے یہ ناچیز تصنیف قبولیت خاص و عام کا فخر حاصل کرے۔

خادم جاں نثار حلقہ بگوش

ڈاکٹر ملالی نثا چشتی نظامی

از حیدرآباد دکن

اپنے فتنہ کا سکریٹری بنکر

اس ہدیہ کی رسید دیتا ہوں جو فرزند معنوی ڈاکٹر محمد قمرالدین نظامی ہلالی شاہ نے فرزند نسبی حسین نظامی کے نام معنون کیا ہے۔

بیاض عشق باز میرے ڈاکٹر کے کلام کا مجموعہ۔ حیات دنیا میں سب سے پہلی چیز ہے جو پوتر چشم حسین امراللہ کے نام منسوب ہوئی حسین سات مہینے کی جان آغوش مادر میں لب بند و گوش بند و ہوش بند کا شغل کر رہا ہے۔ اسے کیا خبر کہ دنیا میں ایک شے عشق نامی بھی ہے جو آدمیوں کو ستاتی بھی ہے۔ اور جینا مرنا بھی سکھاتی ہے۔ یہ فتنہ قیامت بنا ہوا باپ سے سکریٹری شپ کا احسان مانے گا اور فخر کریگا کہ جب وہ دو بالشت کا پتلا تھا اسوقت ایک عشقیہ کتاب اسکے نام پر ڈیڈیکیٹ ہوئی تھی۔

اگر قدرت نے اسکو عاشق مزاج بنایا تو یہ کتاب اسکے جذبۂ عشق کی ایک سند ہوگی جسکو وہ اپنے محفوظ گھر سے نکالکر جذبات الفت کے ٹھنڈے سانس لیکر پڑھا کریگا۔

میں اسکی یادداشت کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب وہ پیدا ہوا اور دایہ نے غسل دیا تو اسنے دایہ کی چوڑی پکڑ لی اور بڑی مشکل سے چھوڑی جو علامت ہے اس بات کی کہ وہ ہندوستان کے زنانہ پن کا حریف ہوگا اور بزدلوں کی چوڑیاں توڑ کر ڈھیر بنادیگا مگر یہ جب ہی ہوگا کہ اسکے دل میں عشق کی آگ موجود ہو۔ اسکو یہ بھی معلوم ہو کہ وہ جب چار مہینہ کا ہوا تو بات بھر جاگتا تھا اور ہر وقت آسمان کو

دیکھا تھا عورتیں اس سے وہم کرتیں تو اسکی ماں جواب دیتی تھیں کہ میرا بیٹا ایمان کے عجائبات دیکھ آیا ہے جہاں ہولناک جنگ یورپ کے سبب کاروبار کی بہت کثرت ہے

قرۃ العین حسین! تیری طرف سے میرے منشی نکتہ ابا باپ اس مخلصانہ تحفہ کی دلی شکر گزاری سے رسید دیتا اور دعا کرتا ہے کہ بیاض عشق بازروح الفت کشا ثابت ہو۔ آمین

حسن نظامی

۲ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۷ء

تقریظ جناب مولوی سید غلام مصطفےٰ صاحب ذہین

"بیاض عاشقاں" کے مطالعہ سے میں نہایت محظوظ ہوا ہے جذبات کا آئینہ ہے اسکو سکندر بھی دیکھتا تو حیران ہو جاتا۔ مئے معرفت کا جام ہے۔ اس مے سے جمشید بھی تشنہ کام رہا۔ اس دیوان کے مصنف جناب قمر مجذوب ہیں یہ وہ قمر نہیں جس کی چاندنی چار دن کی مشہور ہے بلکہ یہ وہ قمر ہے جس کی منزل کلام عارفانہ ہے جس کی ضو دن ہو کہ رات برابر تاباں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک تاباں رہے گی۔

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

بصارت اخلاص

از جناب سید شاہ محمد حمید الحسینی صاحب لقائی نامی کوہ سوار نظامی

ہیڈ ماسٹر مکتب فارسی تعلقہ دیودرگ ضلع رائچور (دکن)

مجھکو تیرا یہ دکن ہی کا ہلال اچھا ہے
بدر کے گھٹنے سے اس مہ کا کمال اچھا ہے

دنیاء ادب کا قاعدہ ہے کہ جب کسی قسم کی تصنیف یا تالیف تدوین ہوتی ہے تو اسپر قابل افراد قوم کی جانب سے دیباچہ، تبصرہ لکھوایا جاتا ہے۔ اسی قاعدے کی پابندی اور اس سنت مروجہ کی تکمیل کے لئے برادرم مولوی ہلالی شاہ نظامی سلمہٗ نے مجھ ناچیز سراپا تقصیر سے ایک اہم معاملہ میں درخواست کی ہے۔ جبکہ ہستی ادب عالم ادبستان پر ظاہر ہو چکا ہے کہ میں کوئی ادیب ہوں نہ انشاء پرداز۔ صرف جا و بیجا چار مضامین لکھنے والا۔ اصول شاعری سے محض نابلد، مذاق سخن سے عاری، پھر حیران و متعجب ہوں کہ قابل مصنف دیوان نے اتنی جرأت کیونکر کی وہ خود جب حالت شناس و واقف طبیعت تھے خیر جب لائق ڈاکٹر نے خواہش استفادہ خیال ہی فرمایا ہے تو بغیر اظہار جذبات واقعی مجھے بھی تعرض نہ کرنا لازم ہوا۔

جناب مولوی ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب قمر حیدر آبادی۔ حیدر آباد دکن میں وہ مشہور و معروف، قدسی صفات شخص ہیں جنکی نظیر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ مدظلہ کے جلوہ ریان دکن میں بالکل عدیم ہے پسندیدہ اخلاق، ستودہ شمائل، حمیدہ خصائل

ہمدرد قوم و ملک محب وطن، فقیر دوست، درویش صفت، جب سے حلقہ نظامیہ میں آپ نے قدم رکھا ہے، باوصف ڈاکٹر ہونے کے آپ کا دل مصور فطرت کی نشتر کاریوں سے مجروح و زخمی ہے۔ خانۂ دل خانۂ عشق بنا ہوا ہے چند سال ہوئے آپ اپنے جذبات باطنی کو ارگن شاعری کے ذریعہ اظہار فرما رہے ہیں، کلام نہایت سادہ، عام فہم پیچیدگیوں کی دشوار گزار گھاٹیوں سے معرا۔ حشو و زوائد کی خواہ مخواہ بھرتی سے پاک ہوتا ہے۔ ملکی رسالوں میں چھپتا رہا اب دکن کی سرحد سے نکلکر کلام قمر ہندکے صوفیانہ، مذہبی، اسلامی، رسائل مثلاً نظام المشائخ، خطیب، صوفی، طریقت راز و نیاز، روحانی پیغام، القمر، وغیرہم میں اشاعت پانے لگا ہے۔ مدتوں سے احبابوں، عزیزوں، مخلصوں کا خیال تھا کہ آپ کا کوئی دیوان چھپے سینکڑوں غائبانہ برادران طریقت و محبان اسلامی کی تمناؤں، خواہشوں کا احساس کرکے ڈاکٹر صاحب نے ایک چیدہ نعتیہ گلدستہ بنام نہاد باب عشق (گلدستہ قمر بار دوم ۱۳۴۳ھ) درویش پریس دہلی میں چھپوا کر ملک و قوم کے ہاتھوں تک پہنچایا جو سال بھر میں غایت درجہ شہرت تامہ حاصل کر چکا۔ پھر دوستوں نے ابھی دفعہ پہلوئے قمر میں چٹکی لی۔ آخر مضطرب دل رکھنے والا ڈاکٹر اچھل پڑا احبابوں کی چٹکیوں کو محسوس کیا الغرض "سر و دبہ مستان یاد دہانیدن" کے مصداق ہمارے محترم بھائی ڈاکٹر نظامی نے دیوان کا اہتمام کیا، بالآخر اس کے انجام کار کا وہ زمانہ بھی ہاتھوں ہاتھ قریب آگیا کہ اسپر تاریخی قطعات لکھے جاچکے، دیباچے قلمبند ہوگئے، آرا خیالات کے انمول خزانے

اکٹھے کر لئے گئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد دیوان سعادت آوان جس میں عشقیہ
نعتیہ جوہر گلہائے محبت، وسوزہائے فرقت ایک جگہ مجتمع کئے گئے ہیں نظر افروز
طالبانِ عشق و محبت ہوگا۔

ہمارا ڈاکٹر ویسا ڈاکٹر نہیں جو الفاظ و معانی کے بھنور میں پھنس کر اقرار خودی کر لے یا لسان الغیب
و ترجمان الاسرار حضرۃ خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کی روح پر فتوح پر بیجا و سفاکانہ حملہ کردے اور
نہ ایسا قلم نویس ہے کہ شیخ ابن عربی جیسے علامہ اسلامی پر کوتاہ فہمی سے ناشائستہ جرح کر جائے
اس عزیز دوست کو بزرگوں کی اطاعت، اسلامی حمایت کا ہمیشہ شیدایانہ خیال رہتا ہے
خدا و رسول کا فرمانبردار، اپنے رہنما پیر طریق کا سچا معتقد، پکا پیرو، حضرت سیدی
و مولائی حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کو آپ سے بیحد خلوص و محبت ہے۔ حضرۃ قبلہ
نے سنہ ۱۳۳۱ھ میں خطاب (ہلالی شاہ نظامی) سے سرفراز فرمایا۔ ایسے ہی موقع
کے لئے کہا گیا ہے "جسے پیا چاہے وہی سہاگن" میں اپنے نیک دوست پیر بھائی
کو شعرائے نامدار سے آگے یا اُن کا ہم رتبہ نہ ہی اُن سے پیچھے رکھنا چاہتا بلکہ "خیر الامور
اوسطہا" کے پسندیدہ صف میں جگہ دیتا ہوں۔ سادگی و صداقت جس کا جوہر ذاتی ہے
جو کام خدا و رسول کی خوشنودی کے لئے ہوتے ہیں وہ مطبوع خلائق ہوئے بغیر
تو نہیں رک سکتے اللہم زد فزد۔ خدا برادر عزیز کی عمر و اقبال میں ترقی دے اور
کلام و زبان میں کافی وسعت و قبولیت عنایت کرے آمین۔ آجکل شاعری میں
نئی بہار حاصل کی ہے۔ بلکہ جدت طرازیوں، انوکھی طرازیوں کا قطعی قلع قمع اور

فضول الفاظوں بیکار خیال آرائیوں کا بالکلیہ خاتمہ ہوگیا ہے۔ جیسے دیکھیے ایشیائی شاعری
سے گزرکر مشرقی جذبات و مذہبی خیالات پر چھپٹا چلا جارہا ہے جسمیں انشاء اللہ تعالیٰ
علی التسلسل کامیابی ممکن ہے۔ جناب قمر صاحب کا دیوان ایک نعتیہ سرمایہ ہی نہیں بلکہ
نجات و فلاح دارین کا خاصہ ذخیرہ ہے۔ آج کی محنت ٹھکانے لگی، عمر بھر کی کاوش کا
مزہ، برسوں کی سخن پاشی کا لطف محب اے اللہ کو آئندہ چلکر ملیگا۔ کیوں نہ ہو یہ
بیاض عاشقان کس نامی ذات و گرامی آیات کے اسم پاک پر معنون ہوئی ہے یعنی
جناب گرامی قدر پیرزادہ بلند اقبال سید ہی خواجہ حسین نظامی سلمہ اللہ السامی کی مغتنم و
ذیشان ہستی کیساتھ وابستگی کا تعلق رکھتی ہے، جوں جوں صاحبزادہ مد عمرہٗ کی حیات
الصالحات اوج ترقی پر پہنچیگی، ووں ووں دیوان ہلالی میں بھی یوماً فیوماً اضافے
اور اسکے ارتقائی مدارج میں نمایاں توسیع ہوتی جائیگی۔ لوگوں کو تعجب ہوگا
نامی نے دیباچہ لکھا ہے، یا تماشہ کیا ہے، مجھے ناظرین کے استعجاب سے اتنا سروکار
نہیں جتنا اپنے جذبات کا لحاظ ہے۔ میری باتیں نمایندگی کی کثافت اور ظاہری گندم نما
جوفروشی سے بالکل پاک و صاف ہیں جو کچھ اتفاقی بیانات دماغ سے دل میں اور دل سے
قلم میں اترتے گئے ہیں انہیں تمام حوالہ سفینہ قرطاس کرتا گیا، اب خدائے سخن آفرینندہ
کلام آپ اس کشتی کی ناخدائی کریگا۔ جیسا اپنا مرشد مدظلہ اوروں کی ستایش
و قلم کاری تعلق آفرینی سے مستغنی ہے۔ ہم خدام میں بھی اسی استغنا نے سینہ بسینہ اپنا
رنگ اثر جمایا ہے ؎ آجتک ہم کو لگی لپٹی کبھی آتی نہیں بات تو ایسی کہی سادے پائی نہیں

برملا کہتا ہوں ہماری کتاب و سنت نے تعلیم دیا اور کلّموا النّاس علیٰ قدر عقولھم
کا زرین اصول ہمیں معلم ازل نے پڑھایا ہے، خدا کرے اس دیوان کے سارے مسلمان
دیوانے ہوں، بقول ملا جامی ؎ گر زسر معرفت آگاہ شوی — لفظ بگزاری و سوئے
معنی روی۔ کے شاہراہ پر عمل پیرائی کریں، دیوان میں سوز و گداز کی چاشنی کیف
و مستی کی حلاوت، تسلی و اطمینان کی شیرینی، درد و محبت کی لذت، بیقراری و
بےچینی کی کیفیت دیکھ لیں، یہ کوئی اہل زبان نہیں جسکی سخن آرائی و نازکخیالی سے ارباب
دانشمند کو جدا اور ادب و معانی کو علیحدہ فخر حاصل کرنے کا موقع ملے بیچارہ دکن میں
پیدا ہوا۔ اسی آب و ہوا میں پروان چڑھا پھلا پھولا، آخر وہ دن بھی اس کی خوش قسمتی
میں داخل ہوئے جبکہ اسے مدنی محبوب کی زلف گرہ گیر میں اسیر و مقید ہونے کا شرف
حصول ہوگیا جس کے انداز بیان سے خود ناظرین و سامعین اپنا اپنا اطمینان فرمالینگے
خدا و رسول خدا کی حمد و نعت کے لیئے پیچ در پیچ خیالات و باتوں کی چنداں ضرورت نہیں
اس میدان میں تو موسیٰ علیہ السلام سا علامۂ افاضل و نبی کامل بھی ہمت ہار کر رہ گیا
برخلاف اسکے ایک شبان نے اپنی گفتار ناپسندیدہ و غیر موزوں سے ساحت ناسوت
کا دائرہ پھاند کر عالم جبروت میں وہاں سے منزل لاہوت بلکہ اس سے بھی اور پرے نکل گیا
غرض معشوق کو دلنوازی مقصود ہے نہ کہ عاشق کی طلاقت لسانی ؎

چوں شنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است — سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

اب میں اپنی حق نگاری کا خاتمہ کیا چاہتا ہوں، ایک اور بات یہ رہ گئی تھی کہ پیارے

تم کو اپنے مقاصد میں کامیابی ہوئی جس پر ہم بخلوص دل مبارکباد دیتے ہیں۔ لیکن

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوانِ عشق
او بہ مطلب ہا رسیدہ ما بکوہ آوارہ ایم

انّ من الشعر لحکمۃ و انّ من البیان لسحرا

شعر گوئی کو بعض لوگوں نے فعل عبث سے تعبیر کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ سب شعر فضول نہیں ہوسکتے اگر ہم اچھے کلام کی قدر نہ کریں خواہ وہ منظوم ہی کیوں نہ ہو تو عین نا انصافی ہے۔ زمانہ بھی اچھی اور مفید بات کی قدر کرتا ہے دنیادار تو مخالف تھے ہی لیکن مذہب کے شیدائیوں میں ایک گروہ سخت مخالفت کرتا ہے اور قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتا ہے والشعراء یتبعھم الغاوٗن الم تر انھم فی کل واد یھیمون و انھم یقولون ما لا یفعلون (شعراء - ۱۹-۲۶) مگر یہ آیت نفس شعر کو مذموم نہیں قرار دیتی۔ بلکہ ایسی شاعری کی مذمت کرتی ہے جس میں گمراہی کی اشاعت ہوتی ہو اور ناحق کی دروسری محل لگئی ہو قطع نظر اسکے کہ اس آیت کے بعد الا الذین امنوا و عملوا الصّٰلحٰت وارد ہے جس سے ایمان والوں اور صالحین کو اس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ پس جو شعر ایمان اور عمل صالح کے حامی ہونگے وہ کیسے بُرے ہو سکتے ہیں۔ احادیث میں بھی اس شعر کو بُرا کہا گیا ہے جسکا پہلو بُرا نکلتا ہو۔ اچھے شعر کی اجازت آئی ہے چنانچہ

وارد ہے کہ ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا اور آنحضرت صلعم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے ہو کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح اسلامی تاریخ اسبات کی شہادت دیتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں مسلمان شعر کہا کرتے تھے جنکی حضور نے تعریف بھی فرمائی حسان بن ثابت اسلام اور بانی اسلام کی نعت گوئی میں خاص شہرت رکھتے ہیں اور آنحضرت کے مقبول نظر بھی ہوگئے تھے ان حالات کو دیکھکر کون مسلمان ہے جو شاعری کو بری نظر سے دیکھے میرے محترم دوست ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب نظامی (ہلالی شاہ) نے نعت شریف میں کافی حصہ لیا ہے اور اپنے ذوق ایمانی کی داد دی ہے۔ آپکے اشعار بھی اسی شاعری سے تعلق رکھتے ہیں جنکی زمانہ قدر کرتا ہے اور سند بھی روایات بھی اوسکے موید ہیں کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں بھی آپکی شاعری کی تعریف نہ کروں خلاصہ یہ ہے کہ آپنے جو کچھ کہا ہے وہ بہت اچھا کہا ہے۔ اچھے شعر اور پھر آنحضرت صلعم کی تعریف میں گویا سونے پہ سہاگہ ہیں اور صوفیانہ رنگ نے تو اور بھی آپکی شاعری میں چار چاند لگا دئے ہے۔ کاش مسلمان اسکی قدر کریں اور مجالس میلاد میں اس سے لطف اٹھائیں۔ فقط

محمد عبد الغفور عابدی نقشبندی

مقام

حیدر آباد دکن

تقریظ و تاریخ در صنعت تخرجه بدیوان حضرت مولانا ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب قمر (ہلالی شاہ نظامی حیدرآباد دکن)

از نتیجہ افکار عاصی محمد عبداللہ چشتی عفا اللہ عنہ جعفر میر ضیاء دہلوی علی زچر کہنہ وشنر اللہ

چوں دیدہ میکشایم حریم آئینہ وار است و چوں چشم غور نظر میکنم پر سے پیکرے نمود آ
الٰہی خواب است یا بیداری قیامت خیز است یا محض شعبدہ کاری۔ از رنگ چمن آراستہ
مینماید یا غزالے از وادی ختن برخاستہ ماہ نیم ماہ از پردہ شب عیاں گشتہ یا مہر نیمروز
بزم افروز جہاں بوئے گیسوئے نابداری ظلمی رباید و حلقہ طرہ جادو نگاری خاطر عطارا فضیا
مسرت عطا نماید۔ سبحان اللہ این دیدہ وادید چہ دیدم و چہ شنیدم نگاہم خطا کردہ
و دیدہ ام درین شب تار افکار رہ بجانہ بردہ مصور بمثال شاعر رنگین خیال عالم یگانہ فاضل
بے ہمتا از مریدان خاص و ارادتمندان با اختصاص مصور فطرت محقق بے مثال عالیجناب
فضائل مآب حضرت سیدی مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی خواہر زادہ حضرت تاج الاولیا
سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ برکاتہم علینا عام
(جناب مولانا ڈاکٹر محمد قمر الدین صاحب قمر ہلالی شاہ نظامی حیدرآبادی) بزور خامہ گوہر ریز و
قوت کلک عنبر بیز سراپائے محبوب مطلق و صورت حسن آفرین بر حق بمنصہ جود و جلوہ گاہ
شہود آوردہ کہ اہل نظر ببینند و این گلہائے کامرانی چینند بظاہر دیوانیست عاشقانہ و
بحقیقت ترانہائیست عارفانہ۔ ہر بیتش اگر مردم چوں بیت ابرو بسر و چشم جا دہند رواست
و ہر حرفش را اگر اہل بصر نگین حرف پارہ ما گرانادم بجا بشمارند حامل مرصع کار تار بخشش

نام بہاد خلایش زیور قبول دہاد ۔

بیا ساقی بیا اے سحر کارے
کہ در چشم تو چون بینم خمارے

کنم مینا و مے از دل فراموش
شوم از گردش چشم تو مدہوش

بجوش آمد چو مے حسن معانی
بہر سو شور بانگ لن ترانی

قمر چون مہر وہم شیریں بیانیم
کہ از وصفش بلبہا داستانے

کمالات خیالش زیور ہوش
سخنہایش چو در آویزہ گوش

چہ دیوانے مرتب کردہ امروز
کہ ہر حرفش زعرفان جلوہ افروز

زبان او زبان خامہ راز
بیانش از معانی چہرہ پرداز

نقاب از چہرہ وحدت بر انداخت
بکثرت نور مطلق جلوہ گر ساخت

بہ حسن چون در آمد نقش راست
سخن میگو بیاز کشف و کرامات

چو در تاریخ طبعش فکر کردم
بدریائے معانی غوطہ خوردم

عطا از دل ندا آمد بصد ذوق
نشاط زندگانی گلشن شوق

تقریظ از حضرت تقدس مآب سید شاہ خواجہ محمد قاسم صاحب مدنی چشتی نظامی قادری عرف حسینی میاں بمبئی

بیاض عاشقاں المعروف بہ دیوان قمر کے اکثر اشعار میں نے دیکھے اور ماشاء اللہ اکثر خوب کہتے ہیں انکے کلام میں خلوص محبت اور تصوف کی رنگینی پائی جاتی ہے خدا اور ترقی دے ہر صوفی مشرب کے پاس اسکی ایک ایک جلد ضرور رہنی چاہیئے ۔

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
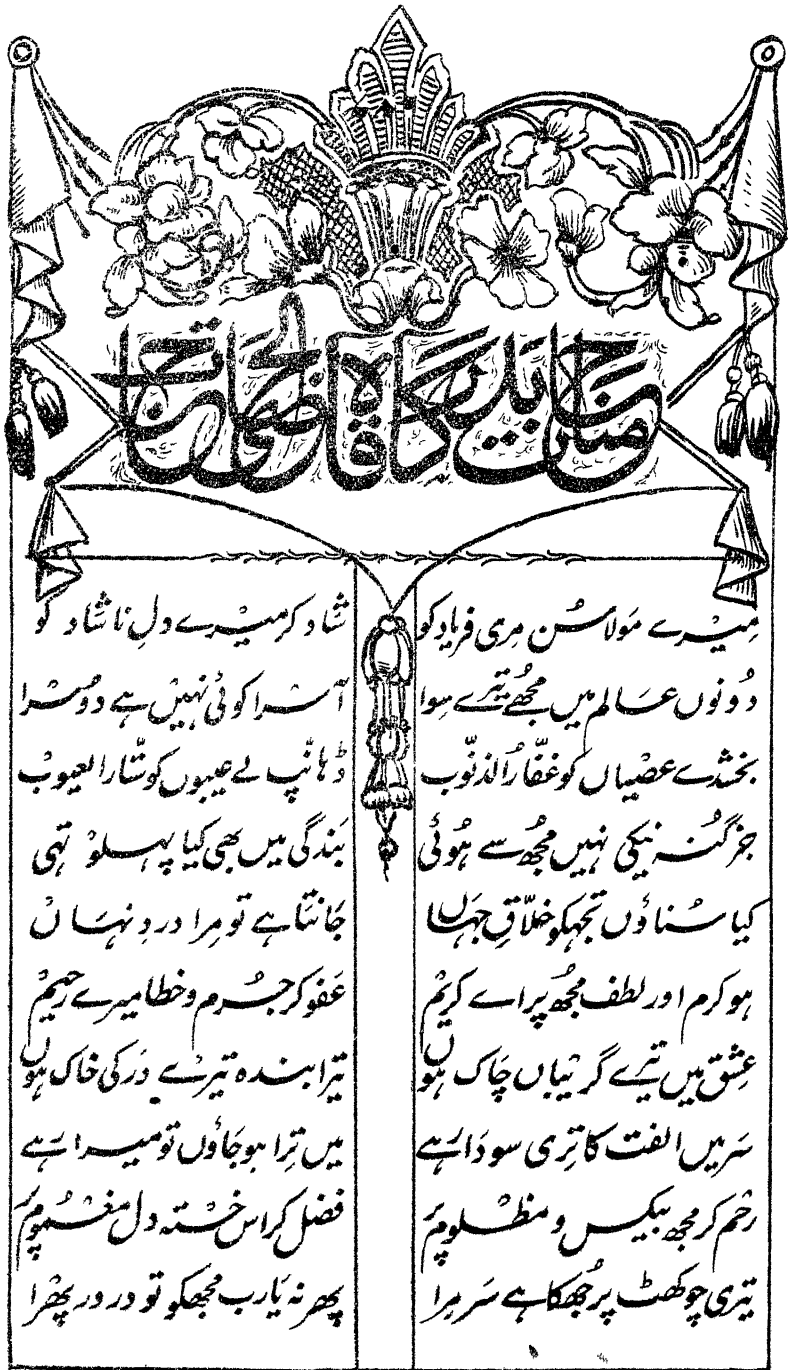
میرے مولا سن مری فریاد کو — شاد کر میرے دلِ ناشاد کو

دونوں عالم میں مجھے تیرے سوا — آسرا کوئی نہیں ہے دوسرا

بخشدے عصیاں کو غفّار الذنوب — ڈھانپ لے عیبوں کو ستّار العیوب

جز گنہ نیکی نہیں مجھ سے ہوئی — بندگی میں بھی کیا پہلو تہی

کیا سناؤں تجھکو خلّاقِ جہاں — جانتا ہے تو مرا دردِ نہاں

ہو کرم اور لطف مجھ پر اے کریم — عفو کر جرم و خطا میرے رحیم

عشق میں تیرے گریباں چاک ہوں — تیرا بندہ تیرے در کی خاک ہوں

سر میں الفت کا تری سودا رہے — میں ترا ہو جاؤں تو میرا رہے

رحم کر مجھ بیکس و مظلوم پر — فضل کر اس خستہ دل مغموم پر

تیری چوکھٹ پر جھکا ہے سر مرا — پھر نہ یارب مجھکو تو در در پھرا

بندۂ ناچیز ہوں میں یا غفور
سر برہنہ ہوں کھڑا تیرے حضور

شاہِ قیوم ہے تو داد رس
ہم غریبوں کا ہے تو فریاد رس

در پہ آیا ہے ترے یہ روسیاہ
بخش دو کردہ جہاں کے بادشاہ

جان و ایماں کا مرے حافظ ہے تو
ہاتھ میں تیرے ہے میری آبرو

کر نہ تو میرے گناہوں پر نظر
دین و دنیا میں مجھے رسوا نہ کر

حشر میں سلطانِ دیں کا ساتھ ہو
دامنِ احمد ہو میرا ہاتھ ہو

مانگتا ہوں تیرے ہی دربار سے
فقر کا تمغہ ملے سرکار سے

ایک جامِ معرفت کردے عطا
تا نہ اترے حشر تک اس کا نشا

مجھکو سب تیرا ہی دیوانہ کہیں
بادۂ عرفاں کا مستانہ کہیں

ہر طرف تو ہی رہے پیشِ نظر
جلوۂ وحدت کا ہو ایسا اثر

میں ترا ہی مست و دیوانہ رہوں
شمع رخ کا تیرے پروانہ رہوں

آئینہ دل کا مرے ہو جائے صاف
تا کروں شام و سحر اوس کا طواف

قطعہ

کیوں نہ آئے صورتِ احمد نظر
جب رہیگا اسمیں تو خود جلوہ گر

آتشِ الفت ہو اور میرا جگر
اشتیاقِ دید میں ہو چشم تر

کر تو میرا خاتمہ اسلام پر
میرا دم نکلے تو تیرے نام پر

میری جو کچھ ہے تمنائے دلی
وہ ہو پوری اے خدا بہر نبی

دوست اور احباب خویش و اقربا
دین و دنیا میں رہیں خرم سدا

فیض میں خواجہ حسن مدظلہ کے اے خدا
روز افزوں کر ترقی تو عطا

مجھ کو پہنچا دے درِ محبوب تک
میرے آقا تک مرے مطلوب تک

اسکی خدمت میں گزاروں عمر بھر
زندگی میری ہو اس در پر بسر

میں تو دہا یا جبہ و دستار سے
دلق درویشی ملے سرکار سے

کیوں نہ تیری دید کی ہو آرزو
پڑھ چکا قرآں میں ہو لا تقنطوا

بے نوا مفلس ہوں میں تو ہی غنی
مجھ کو بھی کر دے غنی تو اے غنی

دولتِ دنیا نہیں مطلوب ہے
جان و دل کو بس تو ہی مرغوب ہے

خوگر صبر و قناعت کر مجھے
مورد لطف و عنایت کر مجھے

مجھ سے رکھ راضی تو خواجہ مدظلہ کو مرے
میرے مولے اپنے فضل و لطف سے

ہر ادا اسکی مجھے مرغوب ہے
جو ترے محبوب کا محبوب ہے

دل تو دل جاں بھی میری قربان ہے
ذکر تیرا دین ہے ایمان ہے

اہلِ دیں کو شاد رکھ مسرور رکھ
دشمنانِ دین کو مقہور رکھ

گمرہوں کو راہ نیکی کی دکھا
نیک بندوں کے دلوں کو دے جلا

اپنے در سے مجھ کو مت محروم کر
کب تلک پھرتا رہوں میں در بدر

ہوں بہت دنیا کے جھگڑوں میں پھنسا
مشکلیں آساں کر اے مشکل کشا

نخلِ امید قمر ہو بار دار
اُس پہ لطف و رحم کر پروردگار

[illegible]

تہنیت سالگرہ خسروی

بابت ۱۳۴۳ھ

آج کس واسطے یہ انجمن آرائی ہے
کس کی آمد کی خبر باد صبا لائی ہے

آج کس شان سے گلشن میں صبا آئی ہے
اک شگوفہ ہی نیا وہ تو کھلا لائی ہے

جھومتے پھرتے ہیں گلزار میں مستانہا
بادہ نوشی کا اثر بادیہ پیمائی ہے

انتہا عیش کی ہوتی ہے خوشی کی حد بھی
نشہ عیش سے ہر شکل پہ رعنائی ہے

عید معمولی یہاں مجمع احباب ہے کیوں
دیدۂ ماہ سے گردوں بھی تماشائی ہے

نظر آتی ہے رعایا بھی یہاں کی شاداں
عید اضحیٰ ہے کہ عید رمضاں آئی ہے

تھا اسی فکر میں آیا مجھے اکبار خیال
شہ عثمان کی یہ سالگرہ آئی ہے

کیوں نہ ہو شاہ نکونام کی ہے سالگرہ
جس کا انداز حکومت کرم آرائی ہے

دیکھ کر شہر کی آرائش روز افزوں کو
فلک پیر نے تاروں کی قسم کھائی ہے

ایک دن آئیگا یہ ہند کا پیرس ہوگا
موجب راحت صد عیش یہ زیبائی ہے

نور سے جس کے منور ہے یہ محفل ساری
مثل پروانہ ہر اک شاہ کا شیدائی ہے

میر عثمان علی شاہ دکن ظل اللہ
واہ کیا نام ہے جسمیں کہ مسیحائی ہے

کون وہ آصفِ ذیجاہ دہ سلطانِ دکن | تن بیجان میں جس نام سے جان آتی ہے

روز و شب عیش کے ساماں ہیں یاں آٹھ پہر | عیش ہے امن ہے راحت ہے شکیبائی ہے

عدل و انصاف کے پھریرے ہیں ہر دولت پہ | عدل و انصاف کی یاں ناصیہ فرسائی ہے

بخشش و جود و سخا فطرتِ آصف مشہور | پائی شہرت ہے جو حاتم نے وہ کیا پائی ہے

ظلِ آصف میں پڑے چین سے ہیں اکثر قومیں | گبر و ترسا بھی ہیں موسائی ہیں عیسائی ہے

محفلِ عیش کے برکات مسرت افزا | عہدِ شاہی بخدا لطفِ دل افزائی ہے

صد و سی سال سلامت رہیں شاہِ آصف
یہ دعا دل سے قمر خوب نکل آئی ہے

اے دو جہاں کے مالک میں ہوں غلام تیرا
ہر دم مرا وظیفہ رہتا ہے نام تیرا

سر تا بہ پا گنہ ہوں لیکن یہ جانتا ہوں
عصیاں ہے کام میرا اور عفو کام تیرا

مسجد میں میکدہ میں گرجا میں بتکدہ میں
ہر جا ظہور تیرا ہر گھر مقام تیرا

ہو گبر یا کہ ترسا ہو شیخ یا برہمن
یکساں ہے ہر کسی پر فیض عام تیرا

سینہ میں جلوہ فرما شہ رگ سے تو قریں ہے
آنکھوں میں جا ہے تیری دل ہے مقام تیرا

گر شیخ لاکھ بولے مجھ کو یقیں نہ ہوگا
ناچیز ہستیوں سے اور انتقام تیرا

پردیس میں پڑا ہے چھوٹا ہے دیس جس سے
ہو اس **قمر** پہ خواجہ مدظلہ اک لطف عام تیرا

تصدق دل و جاں حبیب خدا
فدا دین و ایماں حبیب خدا

ترے عشق کا جس کو تمغہ ملے
گدا ہو سلیماں حبیب خدا

تو ہی درد میرا ہے اور تو
مرے دل کا درماں حبیب خدا

تری یاد میں اشک جاری رہیں ‌ ‌ نہ تھمے یہ طوفاں حبیبِ خدا

ہوا آتشِ ہجر سے آپ کے ‌ ‌ مرا سینہ بریاں حبیبِ خدا

یقیں ہے کہ بر لائینگے بالضرور ‌ ‌ مرے دل کے ارماں حبیبِ خدا

میں صحرائے طیبہ پہ قرباں کروں ‌ ‌ گلستانِ رضواں حبیبِ خدا

صفائی ہو حاصل مرے قلب کو ‌ ‌ نظر آئے جاناں حبیبِ خدا

تمنائے دیدار کب تک رہے ‌ ‌ دکھا روئے تاباں حبیبِ خدا

ہو لطف و کرم مجھ پہ تیرا مدام ‌ ‌ او سلطانِ خوباں حبیبِ خدا

جو پہنچوں مدینہ نہ روکے مجھے ‌ ‌ ترے در کا درباں حبیبِ خدا

رہوں پا بہ زنجیر محشر تلک ‌ ‌ دکھا زلفِ پیچاں حبیبِ خدا

قمرؔ کو خدا کے لئے حشر میں
نہ کیجے پشیماں حبیبِ خدا

بہت مدتیں ہوئی دیکھے ہوئے دربار خواجہ کا ‌ ‌ دکھا روضہ الٰہی پھر مجھے اک بار خواجہ کا

پڑا ہے جاں بلب عرصے سے یہ بیمار خواجہ کا ‌ ‌ پلا دے خواب ہی میں شربتِ دیدار خواجہ کا

برستی ہے وہاں درباریوں پر رحمتِ خالق ‌ ‌ عجب دربار رحمت بار ہے دربار خواجہ کا

کوئی بیہوش کوئی مست بیخود کوئی دیوانہ ‌ ‌ ہجوم عاشقاں ہے گرم ہے بازار خواجہ کا

نہیں پروا ذرا اوسکو سلاطین زمانہ کی ‌ ‌ جو دیوانہ محمد کا ہے اور ہشیار خواجہ کا

ہوائے جانفزا اجمیر کی سر میں سمائی ہے ‌ ‌ تڑپتا ہے دکن میں طالبِ دیدار خواجہ کا

اگر تھامے رہونگا قمر دل سے دامنِ خواجہ
عجب کیا مجھ پہ کھل جائے در اسرارِ خواجہ کا

میں عاصی ہوں دمِ رحلت مری بخشش کو کافی ہے
لبِ اعجاز ہل جائے اگر اک بار خواجہ کا

فرشتو قبر میں اوسکو ذرا بیفکر سونے دو
اوٹھیگا حشر میں ہی مست او سرشار خواجہ کا

جگہ مل جائے باغِ جنت میں مجھکو قمر بس ہے
نہ جاؤں گا جناں کو چھوڑ کر گلزار خواجہ کا

ہے سر میں مرے سودا محبوبِ الٰہی کا
آنکھوں میں مرے جلوا محبوبِ الٰہی کا

آہو کو ہوئی حیرت چشمانِ حقیقت سے
نرگس کو ہوا سودا محبوبِ الٰہی کا

دیدار الٰہی کی کب ہوگی ہوس باقی
دیکھے جو رخِ زیبا محبوبِ الٰہی کا

دل مردہ اگر زندہ ہوجائیں تعجب کیا
بیشک ہے دمِ عیسٰے محبوبِ الٰہی کا

سیراب جو ہونا ہو عشاق چلے آؤ
بہتا ہے سدا دریا محبوبِ الٰہی کا

فردوس کی خواہش میں مسجد کو چلا زاہد
جنت ہے مجھے کوچا محبوبِ الٰہی کا

جائینگے قمر دہلی اللہ وہ دن لائے
ہے عرس شریف آیا محبوبِ الٰہی کا

جب سے اُن سے اپنا یارا نہ ہُوا
اپنا دل اپنوں سے بیگانہ ہُوا

دل میں جب سے وہ ہوئے مسند نشین
یک بیک آباد ویرانہ ہُوا

یار کے در کی گدائی کیا ملی
اب مزاج اپنا ہی شاہانہ ہُوا

جو فراقِ یار میں آنسو بہا
گر کے دامن میں وہ دردانہ ہُوا

آپ کا عاشق فقط میں ہی نہیں — اک زمانہ ہے جو دیوانہ ہوا

میرے گھر جب سے کہ تم آنے لگے — غیرتِ جنت یہ کاشانہ ہوا

شمع روئے احمدِ مختار پر — یہ دلِ دیوانہ پروانہ ہوا

جام مے لینے نہ پایا تھا ابھی — دیکھکر ساقی کو مستانہ ہوا

اے صبا آتی ہے تجھ سے بوئے دوست — یار کے گیسو میں کیا شانہ ہوا

دم بدم آنے لگے دل میں مرے — غمکدہ اُن کا جلوخانہ ہوا

بڑھ گیا ہے اس قدر جوشِ جنوں — ہر جگہ میرا ہی افسانہ ہوا

دیکھ لی دنیا کی حالت اے قمر
آجکل اپنا ہی بیگانہ ہوا

رخ پر سے اُس حسیں کے جس دم نقاب نکلا — بدلی سے میں نے سمجھا یہ آفتاب نکلا

پہونچا جو میکدے میں دیکھا عجب تماشا — شیخ اور پارسا بھی پی کر شراب نکلا

نرگس نے آنکھ دیکھی سنبل نے زلف سونگھی — محوِ حجاب وہ ۔ یہ پر اضطراب نکلا

پیری میں آرہی ہے یادِ شباب ہم کو — عہدِ شباب گویا پیری کا خواب نکلا

بھر بھر کے بٹ رہے ہیں جامِ شرابِ وحدت — محروم ایک میں ہی خانہ خراب نکلا

رندی و بت پرستی پیری میں بھی نہ چھوٹی
رندوں میں یہ قمر ہی کیا لاجواب نکلا

ہم سے ممکن ہی نہیں تم کو بلانا جانا — تم اگر چاہو تو سب سہل ہے آنا جانا

جان و دل نذر ہیں دیتا ہوں فدا ہیں
رخِ انور کو نہ للہ چھپانا جانا

ہم کو موسیٰ کی طرح غش نہیں آئے گا کبھی
جلوہ حسن کو بے پردہ دکھانا جانا

یاد کیوں ہم کو نہ ہو آپ کی آوازِ الست
پھر مئے عشق کا وہ جام پلانا جانا

حالِ دل اپنا قمر کس سے کرے گا اظہا
بجز تیرے کون سنے میرا فسانا جانا

قفس نہ تھا کہ میرا تو جانِ من ہوتا
میرے خلاف میں گر چرخ کہن نہ ہوتا

سجدہ ملک نہ کرتے تعظیم بھی نہ ہوتی
آدم میں نور تیرا جلوہ فگن نہ ہوتا

مرقد پہ فاتحہ کو آتا اگر مسیحا
بیتاب و مضطرب دل زیرِ کفن نہ ہوتا

مضموں اگر نہ ہوتا روزِ ازل میں تیرا
مشہور دو جہاں میں دیوانہ پن نہ ہوتا

ہوتا خمیر اپنا طیبہ کے آب و گل سے
ہندوستاں ہمارا ہرگز وطن نہ ہوتا

ملتا ترا ٹھکانا گر شیخ و برہمن کو
دیر و حرم میں کوئی یوں نعرہ زن نہ ہوتا

تجھ پر اگر نہ ہوتی خواجہ کی مہربانی
مقبول صوفیوں میں تیرا سخن نہ ہوتا

توقیر خوب ہوتی گر بعد مرگ اپنی
طیبہ میں لاش ہوتی گور و کفن نہ ہوتا

ہوتی نگاہِ رحمت تجھ پر قمر جو اس کی
تو مبتلائے درد و رنج و محن نہ ہوتا

تاب کو آفتاب میں دیکھا
آبِ موجِ سراب میں دیکھا

روئے زیبائے یار کو ہم نے
شیخ جی کے نقاب میں دیکھا

رنگ بیچون و بیچگونی کو ۔ مثل دریا حباب میں دیکھا
ایک نکتہ میں بحر علم جہاں ۔ تیرے رخ کی کتاب میں دیکھا
مجھ میں اس طرح تو ہے پوشیدہ ۔ جیسے بو کو گلاب میں دیکھا
خویش و بیگانہ کی خبر نہ رہی ۔ تم کو جیسے کہ خواب میں دیکھا
تیری مستیٔ عشق میں ساقی ۔ جسم کو جام شراب میں دیکھا

برق کہتے ہیں اے قمر جس کو
وہی جلوہ عتاب میں دیکھا

عاشقوں کو نام کیا اور ننگ کیا ۔ بیخودی میں رنگ کیا بیرنگ کیا
مسجد و میخانہ و دیر و حرم ۔ کافر و دیندار کا بھی سنگ کیا
شیخ جی کے ساتھ جا کر دیر میں ۔ ہم کرینگے برہمن سے جنگ کیا
ڈھونڈنے سے سب کو جب ملتا ہے وہ ۔ مذہب و ملت میں باہم جنگ کیا
گل شگفتہ کیوں نہیں ہے باغ میں ۔ جان جاں یاں سے گیا دلتنگ کیا
کیوں نظر آتا نہیں وہ بے حجاب ۔ دل کے آئینہ پہ آیا زنگ کیا
بعد مردن بھی رہیں آنکھیں کھلی ۔ مثل نرگس رہ گیا میں دنگ کیا

چھوڑ کر صحرا نوردی اے قمر
بت بنا بیٹھا ہے مثل سنگ کیا

خواب غفلت سے جگا جائے گا ۔ پھر وہی شکل دکھا جائے گا

آ کے لاشہ پہ مری جاں اک بار — اشک دو چار بہا جائے گا
جو سنائی تھی صدا روزِ الست — پھر وہ آواز سنا جائے گا
جاں بلب آپ کا بیمار ہے اب — لبِ اعجاز ہلا جائے گا
غیر ہیں مستحقِ لطف و کرم — ہم پہ کچھ ظلم ہی ڈھا جائے گا
جان دینے میں سے مجھے عذر نہیں — مجھ سا جاں باز کہاں پائے گا
شکر ہے لطف سے وہ کہتے ہیں — دردِ دل اپنا سنا جائے گا
دیکھئے کس کو خدا ملتا ہے — شیخ جی سن کے ذرا جائے گا
جس کی تصویر ہے آنکھوں میں مری — ایسی تصویر دکھا جائے گا
ہم کو کافی ہے گلی خواجہ کی — آپ فردوس چلا جائے گا
دیکھتے ہی مجھے خاموش ہوئے — کچھ زباں کھول کے فرمائے گا
پاؤں پھیلائے پڑا سوتا ہوں — قبر میں آکے جگا جائے گا
تنگ آیا ہوں دکن سے مولا — کب مدینے مجھے بلوائے گا

ہو گیا دق تپِ فرقت سے **قمر**
اب مدینہ کی ہوا کھائے گا

دکھلائے یا الٰہی طیبہ وطن ہمارا — حد سے بڑھا ہوا ہے دیوانہ پن ہمارا
آیا ہے موسمِ گل بادِ خزاں ہو رخصت — شاداب کر الٰہی اجڑا چمن ہمارا
پامال لاش ہو جب طیبہ کے بن میں میری — بن جائے تیری رحمت یا رب کفن ہمارا

جب تک جہاں میں ہوگی خورشید مہوش کی گرد
سایہ فگن ہو ہم پر شاہ دکن ہمارا

بیکار تو نہ ہوگی ہرگز یہ اپنی ہا ہو
لائے گا رنگ اک دن دیوانہ پن ہمارا

کب آئیگا الٰہی کاشانہ حیز میں
محبوب حق کا پیارا خواجہ حسن ہمارا

جب تو مریطرف ہو پھر ڈر نہیں کسی کا
کیا کر سکے گا ظالم چرخ کہن ہمارا

اللہ کا دولارا مخلوق کا ہے پیارا
ہے لامکاں کا مالک شاہ زمن ہمارا

ہم مجرموں کی رکھنا لاج اے جہاں کے مالک
ہو جائے دور یارب رنج و محن ہمارا

گلہائے نعت کا ہے دستہ کلام اپنا
مقبول خلق ہوگا بے شک سخن ہمارا

جوش جنوں نے اپنا اس درجہ رنگ لایا
رہتا ہے ہر زباں پر دیوانہ پن ہمارا

اندوہگیں نہ ہونا ہرگز قمر کسی دن
بیت السرور ہوگا بیت الحزن ہمارا

وہ سر نہیں جسمیں ترا سودا نہیں ہوتا
آنکھیں نہیں جنمیں ترا جلوہ نہیں ہوتا

کیوں مجھہ پہ کرم آپ کا مولا نہیں ہوتا
کیوں نذر کے قابل دل شیدا نہیں ہوتا

کب تک دل بیمار تڑپتا رہے آقا
کیوں لطف و کرم اوس پہ مسیحا نہیں ہوتا

تیر نگہ یار کا کشتہ ہے مرا دل
جز مرہم دیدار وہ اچھا نہیں ہوتا

کیا خاک ملے اس کو مزا عشق کا تیرے
دنیا میں جو تیرے لئے رسوا نہیں ہوتا

کیوں چھپکے چلے جاتے ہو ہم غیر نہیں ہیں
اپنوں سے چھپائیں کہیں پردا نہیں ہوتا

کشتہ تری دزدیدہ نگاہونکا قمر ہے
روتا ہے تڑپتا ہے وہ اچھا نہیں ہوتا

آئی ہے پھر بہار کیا کہنا — چشم میں اشکبار کیا کہنا

مثلِ سیماب مضطرب کیوں ہے — اے دلِ بیقرار کیا کہنا

اب نہ جائینگے غیر کے در پر — کہدیا ایک بار کیا کہنا

قبر میں بھی کھلی رہیں آنکھیں — واہ رے انتظار کیا کہنا

ڈر نہ تو ساتھ میرے چل زاہد — ساقی اپنا ہے یار کیا کہنا

پہلی منزل پہ تھک کے بیٹھ گئے — وائے بر جانِ زار کیا کہنا

نعتِ احمد سے ہے قمر شہرت — ایسی شہرت کی یار کیا کہنا

عرصۂ کائنات موجِ سراب — دیدۂ تشنہ کار کیا کہنا

ایک ہی وار میں اتارا سر — تیغِ قاتل کی دھار کیا کہنا

میرے خواجہ حسن نظامی مدظلہ کا — دل آئینہ وار کیا کہنا

ان طبیبوں سے ہوں میں بے پروا — شوقِ دیدارِ یار کیا کہنا

پوچھتا کیا ہے حالِ مہجوری — میں ہوں بستر کا تار کیا کہنا

اس حنا بستہ پائے رنگیں کا — اے دلِ خوں فشار کیا کہنا

شکر اے موسمِ بہارِ جنوں — جامۂ تار تار کیا کہنا

ہم سے دوری ہے غیر سے قربت — نحن واقرب نگار کیا کہنا

بلبلِ بوستانِ احمد ہوں — نغمۂ صد ہزار کیا کہنا

ہاں مدینہ ہے رشکِ خلدِ بریں — اوجِ چمن کی بہار کیا کہنا

دل اسیری سے پیچ و تاب میں ہے
گیسوئے پیچدار کیا کہنا

در وندان کی گرمیٔ و تابش
اے دُرِ آبدار کیا کہنا

مجھے سودا ہے میں پریشاں ہوں
زلف کا انتشار کیا کہنا

فتنہ پرداز و تفرقہ انداز
فلک بے وقار کیا کہنا

مثلِ پروانہ تم پہ مرتا ہے
قمر جاں نثار کیا کہنا

وعدہ وصل پہ آجائیے گا
مجھ کو محروم نہ فرمائیے گا

جلوہ حسن دکھا جائیے گا
میری نظروں میں سما جائیے گا

آئیے قبلہ من آئیے گا
دو گھڑی بیٹھ کے پھر جائیے گا

آہ و نالہ سے دلِ عاشق کے
مضطرب ہو کے نہ گھبرائیے گا

آئے آئے میرے قاصد
دیکھیے لیلی کی خبر جائیے گا

کیجیے گا دلِ عاشق کا طواف
جا کے کعبہ کو نہ پچھتائیے گا

خوف ہے حشر بپا ہونے کا
میری مرقد کو نہ ٹھکرائیے گا

قبر مکیں پہ کبھی بھولے سے
ایک دو پھول چڑھا جائیے گا

زلفِ مشکیں کے نہ جاؤ نزدیک
دیکھیے اوسمیں خطا پائیے گا

نہیں دنیا ہے جگہ سونے کی
جا کے بس قبر میں سو جائیے گا

دیر و کعبہ میں نہ چھپئے ہم سے
ہم سے راز اپنا نہ کھلوائیے گا

ہند میں ہونے یہ مٹی برباد
در بدر ہند میں کیوں پھرتے ہو
دے رہے ہیں یہ خبر موئے سفید

جا کے طیبہ میں اماں پائیے گا
کوچۂ یار میں رہ جائیے گا
صبح اب ہو گئی گھر جائیے گا

عشق میں اوس بت کافر کے قمر
ایک دن جاں سے گذر جائیے گا

عکس زلف احمدی کا سر میں جب سودا ہوا
گر نبیؐ کے روضۂ اقدس تلک جانا ہوا
اک تجلی طور پر تھی جلوۂ محبوب کی
ہو چکی ہے کوچۂ دلدار سے دل بستگی
دار فانی میں جب آیا تھا تو میں بیدار تھا
جلوۂ دلدار گھر بیٹھے نظر آ جائے گا
کیوں سناتے ہو صفت فردوس کی اے واعظو

نور حق سینہ میں پھر خود بخود پیدا ہوا
جب میں جانوں بخت برگشتہ مرا سیدھا ہوا
عشق اسی سے آپ کو اے حضرت موسیٰ ہوا
روضۂ رضواں میں بھی جاؤنگا میں رکتا ہوا
قبر تک گھر سے چلا جاؤنگا میں سجتا ہوا
سامنے پردہ نظر آتا ہے خود اٹھا ہوا
باغ جنت بھی ازل میں ہے مرا دیکھا ہوا

روز روشن کیوں نہ ہو جائے شب عصیاں قمر
شعلۂ حب نبیؐ سینہ میں ہے بھڑکا ہوا

واہ کیا دھوم سے عاشق کا جنازہ نکلا
غیر سمجھے تھے جسے اپنا شناسا نکلا
یار و اغیار نے میت کو دیا تھا کاندھا

سب کو دھوکا ہوا سمجھے کہ یہ دولھا نکلا
غور کرنے سے وہ مہمان ہمارا نکلا
تیرے عاشق کا عجب شان سے لاشا نکلا

یوں تو لاکھوں ہیں ترے چاہنے والے جو رخ
جاں نثاروں میں ترے ہیں ہی اکیلا نکلا

ساقیا مست ہوا آیا جو مجلس میں تری
اک ترا میں ہی نہیں والہ و شیدا نکلا

رخ انور سے ہٹا جب کہ نقاب گیسو
کوئی مضطر کوئی مجنوں کوئی کشتہ نکلا

ہو گیا گھائل تری نظروں کا پڑی جس پہ نظر
تری محفل سے قمر بھی تو تڑپتا نکلا

دل اپنا اسنے منبع اسرار کر دیا
آنکھوں کو میری مطلع انوار کر دیا

دیوانہ کر دیا مجھے نظروں میں خلق کی
بیخود بنا کے آپ نے ہشیار کر دیا

جب سے تصور رخ جاناں ہوا مجھے
عالم کے کار و بار سے بیکار کر دیا

رشتہ گلے میں شیخ و برہمن کے ڈالکر
تسبیح اسکو اور اسے زنار کر دیا

ساغر پلا کے بادۂ وحدت کا بار بار
دل کو ہمارے خانۂ خمار کر دیا

ممنون کیوں نہ پیر مغاں کا قمر ہے
اک جرعۂ شراب سے سرشار کر دیا

ہاں پلا ساقی مئے عرفاں سے اک ساغر شراب
کچھ کمی ہونے نہ پائے دے مجھے بھر کر شراب

یوں تو خمخانے سے تیرے پی رہا ہوں روز و شب
اک پیالہ اور بھر دے ساقی کوثر شراب

میکشی سے منع کیوں کرتا ہے میخوارونکو تو
تو بھی چلکر پی لے واعظ ایک چلو بھر شراب

ہے خمار نشہ باقی میری آنکھوں میں ابھی
یاد آتی ہے مجھے ہر دم وہ رہ رہ کر شراب

روز و شب گردش میں کیوں رہتا ہے چرخ نیلگوں
سچ تو یہ ہے دے رہی ہے اسکو بھی چکر شراب

عشق ساقی ہیں قمر آنکھیں مری گویا ہیں خم
راہ سے آنکھوں کے اُترتی ہے لہو بنکر شراب

الٰہی دکھا مجھ کو روئے حبیب
نہ دے مجھے گفتگوئے حبیب
مدینے کو جانے کی ہے آرزو
ملے کوئی رہبر ہو بندے نصیب
کہاں سے چلی آ رہی ہے صبا
مجھے تجھ سے آتی ہے بوئے حبیب
نہیں ہے عبث گردشِ ماہ و خور
انہیں بھی تو ہے جستجوئے حبیب
ترے ہوش واعظ ٹھکانے نہیں
سنی تو نے کیا گفتگوئے حبیب

قمر ہو گی پوری تمنائے دل
ہے مدت سے جو آرزوئے حبیب

دنیا کو تو ہے گلشن و گلزار سے مطلب
اور مجھ کو فقط یار کے دیدار سے مطلب
فردوس کی خواہش ہے نہ گلزار سے مطلب
ہے ہم کو سدا کوچہ دلدار سے مطلب
ہر آبلہ پا یہی کہتا ہے کہ مجھ کو
صحرائے مدینہ کے ہے ہر خار سے مطلب
زاہد کو اگر طاق مساجد کی طلب ہے
عشاق کو ہے ابروئے خمدار سے مطلب

محبوب الٰہی مرے خواجہ کے ہیں محبوب
تجھ کو بھی قمر ہے اسی سرکار سے مطلب

صورت دلدار کیا ہے لاجواب
مجھ کو دکھلا دے کوئی اسکا جواب
رحم کر ظلم و ستم سے باز آ
حشر میں دے گا خدا کو کیا جواب

دل میں اور پڑے ہیں باتیں کیجیے
مجھ کو ملجائے گا درپردہ جواب

وصل کا پیغام لے آتی اجل
نامہ بر اتبک نہیں لایا جواب

چرخ نیلی فام تجھ سے حشر میں
سامنے اللہ کے لونگا جواب

صنعت صانع پہ ہو جاوں نثار
واہ کیا صورت بنائی لاجواب

سب ہیں خاموش تجلی ہے اے قمر
بات کیا تم نے کہی ہے لاجواب

یار کو ہم سے نہ ہوتا تھا حجاب
بخت برگشتہ نے ڈالا انقلاب

ہے غضب اللہ کا یا قہر ہے
داغ ہجر یار در عہد شباب

آتش سوزان ہجر یار سے
ہو گیا اپنا جگر جل کر کباب

دے خدا کے واسطے ساقی مجھے
میکدہ سے اپنے اک جام شراب

کیجیے مشکل کشائی یا علی
حسرتیں کب تک رہیں خستہ خراب

مانگ شیر حق کے دروازے سے تو
بادشاہ عارفاں ہیں بوتراب

اے مرے مولا علی مشکل کشا
اپنے رخ پر سے اٹھا دیجے نقاب

چہرہ پرنور ہو پیش نظر
اور پڑھوں میں مصحف رخ کی کتاب

جاچکا ہے نامہ شوق لقا
اتبلک آیا نہیں اوسکا جواب

ہوں فدا سو جاں سے بر نام علی
ہے قمر دل سے غلام بوتراب

پنہاں رگ گلو میں عیاں چشم تر میں آپ
گوشہ میں دل کے آپ ہیں سینہ کے گھر میں آپ

غربت کی شب میں آپ ہیں آہ سحر میں آپ
دور فلک میں آپ ہیں نور قمر میں آپ

ہیں خم میں آپ جام میں آپ اور سبو میں آپ
نشہ میں آپ کیف میں آپ اور خمر میں آپ

پاتا ہوں ہر جگہ پہ نشاں آپ کا حضور
سوز دروں میں آپ ہیں درد جگر میں آپ

ہر جا حضور کے ہیں کرشمے نئے نئے
جن و ملک میں آپ ہیں ہر ہر بشر میں آپ

آدم میں آپ نوح میں آپ اور خلیل میں
مدت کے بعد آئے ہیں خیر البشر میں آپ

پہلے تو دل لبھا لیا لیلے کے بھیس میں
پھر بنکے قیس خود رہے لیلی نگر میں آپ

جلوہ سے آپ کے نہیں خالی کوئی جگہ
قطرہ میں ہیں حباب میں ہیں بحر و بر میں آپ

باغ جہاں ہے حسن سے شاداب آپکے
بلبل میں گل میں باغ میں شاخ و شجر میں آپ

ہر شئے میں آپکا ہے ظہور آپ کا ہی نور
دل میں جگر میں تار نفس میں نظر میں آپ

آ شکل احمدی میں جہاں کو کیا مطیع
دکھلا کے شان بس گئے طیبہ نگر میں آپ

پایا قمر نے بعد فنا آپ کا پتا
دہلی میں چھپ کے بیٹھے تھے چشتی نگر میں آپ

آنکھیں ہیں مری منبع اسرار محبت
اور دل ہے مرا مطلع انوار محبت

پوشیدہ محبت میں ہیں اسرار نہانی
عشاق سے پوچھے کوئی اسرار محبت

کیا خاک شفا ہوگی طبیبان جہاں سے
اچھا نہ مسیحا سے ہو بیمار محبت

دیوانگیٔ عشق رہے تا بہ قیامت
محشر میں بھی ہو گرمی بازار محبت

سر دیکے سبکدوش ہوا بار گراں سے
جاں بیچ کے ہوتا ہوں خریدار محبت

ہیں زندہ جاوید قتیلِ نگہ ناز
مرتے نہیں جو ہوتے ہیں بیمار محبت

کرتے ہیں فہم یاد اُسیکو شہ طیبہ
جس شخص میں پاتے ہیں وہ آثارِ محبت

نظر میں آگئی جب سے حباب کی صورت
بدل گئی دلِ خانہ خراب کی صورت

بھرا ہوا ہے خُمِ دل مئے محبت سے
تمہاری آنکھ ہے جامِ شراب کی صورت

ہمیشہ ایک ہی حالت نہیں زمانہ کی
ہماری زیست یہاں ہے حباب کی صورت

لگی ہے آگ یہاں تک کسیکی الفت میں
بنے ہیں قلب و جگر بھی کباب کی صورت

نہ آ تو زاہد ناداں سوئے میخانہ
بگڑ نہ جائے کسی دن جناب کی صورت

ہمارے اشک نے رنگِ حنا کو مات کیا
بہے ہیں آنکھ سے آنسو شہاب کی صورت

جلا دیا دلِ مسکیں کو میرے ساقی نے
جگر کباب لہو ہے شراب کی صورت

بوقتِ نزع فہم اور لحد کے اندر بھی
ہو میرے پیشِ نظر بوتراب کی صورت

تو مجھے بھول گیا کیا باعث
ہو گیا مجھ سے خفا کیا باعث

تو تو رہتا ہے رگِ جاں سے قریب
مجھ کو پھر دور رکھا کیا باعث

کاٹ کر سر کو سبکدوش کیا
نہ کروں شکر ادا کیا باعث

آگیا موت کا پیغام مگر
قاصد آیا نہ مرا کیا باعث

میں گنہگار اگر تھا گردوں
کیوں نہ تو ٹوٹ پڑا کیا باعث

چین سے ہیں ترے کوچے میں رقیب
میں تڑپتا ہی رہا کیا باعث

ہم سمجھتے تھے مسلماں تم کو
بت کو سجدہ جو کیا کیا باعث

لیکے پیغام شہنشاہ عرب
نہیں آتی ہے صبا کیا باعث

قطعہ

کیوں ہم نہیں کہتے تھے تمہیں
بارِ غم سر پہ لیا کیا باعث

تڑپتا کیوں دلِ مضطر ہے تو آج
پڑی ہے تجھ کو کس کی جستجو آج

کوئی آتا ہے میرے امتحاں کو
الٰہی میری رکھنا آبرو آج

اجل آنے کو ہے اب کوئی دم میں
ہوا جاتا ہے خونِ آرزو آج

نظر آتی ہیں آنکھیں سرخ اونکی
بہائے چشمِ تر تو بھی لہو آج

ذرا درباں خیالِ شیخ رکھنا
نہ آجائے کہیں وہ بے وضو آج

صبا لائی نویدِ جانفزا خوب
کریگی زخمِ دل کو وہ رفو آج

قیامت کا کیا تھا جس نے وعدہ
وہی تو آگیا ہے روبرو آج

ذرا ایک اجل دم لے ٹھہر جا
مجھے کرنی ہے اُن سے گفتگو آج

کسے سجدہ کروں قبلہ کدھر ہے
نظر آتا ہے تو ہی چارسو آج

جسے گبر و مسلماں پوجتے ہیں
وہی قبلہ نما ہے قبلہ رو آج

بڑا مجمع ہے میخواروں کا ساقی
ہوا خالی ترا جام و سبو آج

مرے پیارے محمد (صلعم) بہر و اللیل
سنگھائے مجھ کو زلفِ مشکبو آج

مرا ماہ عرب ہے جلوہ فرما
سرک جا سامنے سے ماہ تو آج

بہا کر اشکِ خونیں چشمِ تر سے
ہوا ہوں میرے ساقی سرخ رو آج

ندامت سے گرا کر چند آنسو
کرو عصیاں کی اپنے شست و شو آج

چھپاتے کیا ہو حالِ عشقِ گیسو
کرو اظہار ان سے مو بمو آج

اچانک آ گئے وہ میرے گھر میں
بر آئی گی قمر کی آرزو آج

ہر گھڑی رنجیدگی بے سبب کا کیا علاج
بار آیا مہربانی سے غضب کا کیا علاج

دن تو گزرا آرزوئے وصل میں دلدار کی
اس غمِ تنہائی کا اور طولِ شب کا کیا علاج

میں نے مانا یاد میں تیری مرا دل شاد ہے
لیکن ان مشتاق آنکھوں کی طلب کا کیا علاج

عشق کو اوروں سے پوشیدہ رکھا جا مگر
زردیِ رنگت اور اس خشکیِ لب کا کیا علاج

فرض کیجے دو جہاں سے آنکھ بھی مُند لیں قمر
طالبِ معشوق دل کی اس طلب کا کیا علاج

چشمِ خونناب کیوں ہے زاری آج
کس لئے اشکِ غم ہیں جاری آج

تنِ زار اور گیا جو بنکے غبار
اس سے ظاہر ہے خاکساری آج

نزع میں ہے امیدِ وعدۂ دید
اسلئے ہے نفس شماری آج

قتل پر تل گئے ہیں وہ میرے
جان جانے کو ہے ہماری آج

تجھ کو دیکھا تو جاں میں جاں آئی
ہو گئی ختم آہ و زاری آج

کون سی آرزو کا خون ہوا
کس کے غم میں ہے سوگواری آج

فتنہ گر تاک میں تھا مدت سے
کیا لگایا ہے زخم کاری آج

پھر بتوں کو جسما لیا دل میں
ہو گئی ختم دینداری آج

منتظر ہے چمن میں بادِ صبا
آ گئی یار کی سواری آج

کب بلائینگے وہ مدینہ میں
اضطرابی ہے بیقراری آج

ہے جنازہ پہ مجمعِ احباب
خوب ذی شان ہے سواری آج

سنتے ہیں سوختہ ہلالی کی
ہو گئی دوزخ سے رستگاری آج

جان دینے میں ہو نہ عذر قمر
ہے یہی وقتِ جاں نثاری آج

پہلے اگر سامنے سے پردۂ رخسار کھینچ
بعد میرے قتل کرنے کیلئے تلوار کھینچ

ہے پسینہ سے جبینِ یار کے خوشبو دماغ
مت گلاب یاسمن کا عطر اے عطار کھینچ

جسم کی تیری رگیں کچھ کم نہیں اے برہمن
پھینکدے اپنے گلے سے رشتۂ زنار کھینچ

کر رہا تھا میں وضو مسجد میں از بہر نماز
لیچلا پھر شوق سوئے خانۂ خمار کھینچ

ہو سکے تجھ سے اگر جا دیکھ پہلے یار کو
اے مصور آگے تصویر بت عیار کھینچ

بیخودی میں جلوۂ جاناں نظر آ جائیگا
ہاں خودی کے سامنے اپنے نہ تو دیوار کھینچ

تجھکو اے مجنوں تری صحرا نوردی کی قسم
چاک دامن کر نہ اپنا دامنِ دلدار کھینچ

بھیجتے ہیں یار کو بے تار کے برقی پیام
واعظ واقف نہیں ہے یہ کشش سے عشق کی

زاہد آ آنکھوں سے اپنی آنسوؤں کا تار کھینچ
تجھکو مسجد سے وہ لائیگی سر بازار کھینچ

پہلے زخمی کر دیا میرے دل صد چاک کو
سی رہا ہے پھر تو اپنے پیرہن کا تار کھینچ

ہو چکی رخصت خزاں آنے کو ہے فصل بہار
دل سے آہ سرد مت اے بلبل بیمار کھینچ

دل جگر سینہ میں تیرے ہوگئے جلکر کباب
سوز دل سے اے **قمر** اک آہ آتشبار کھینچ

ملتا نہیں کوئی مجھے دلدار کی طرح
ہوں محو دید نرگس بیمار کی طرح

یارب یہ بخت خفتہ کبھی جاگ اٹھے مرا
آئیں وہ گھر میں طالع بیدار کی طرح

قیمت نہ پوچھے گا دل داغدار کی
لایا ہوں نذر لیجئے مختار کی طرح

آدم سے اب تلک ہوئے کتنے ہی انبیا
لیکن ہوا نہیں کوئی سرکار کی طرح

آیا پھینکے جامۂ خاکی جہاں میں
اب ہوں قفس میں بلبل بیمار کی طرح

ٹپکا جو یاد میں در دندان یار کے
وہ اشک ہوگیا در شہوار کی طرح

مرکز بنا ہے جسپے ترے خال پر ضیا
خود جاں نثار ہوتی ہے پرکار کی طرح

یاں تک ہوئی ہے شہرت دیوانگی مری
ہر گھر میں ذکر ہے مرا اخبار کی طرح

قاصد کی در میان میں حاجت نہیں مجھے
کھٹکا لگا ہے دل میں مرے تار کی طرح

بد مست ہی سمجھ کے نکیرین چھوڑ دیں
سوتا رہوں گا قبر میں ہشیار کی طرح

ویراں سمجھ کے خانۂ دل میں کبھی کبھی
آئے وہ دو گھڑی بھی تو اغیار کی طرح

تھوڑی جگہ مدینہ میں دیکر شہ جہاں
رہنے دو مجھ کو سایۂ دیوار کی طرح

محو نظارہ ہے قمر زار آپ کا
آنکھیں کھلی ہیں نرگس بیمار کی طرح

نازکی گل میں کہاں رخسار جاناں کی طرح
سنبل و ریحاں کہاں ہیں زلف خوباں کی طرح

جستجوئے یار اک جا بیٹھنے دیتی نہیں
ہو گئیں سرگرداں ازل سے چرخ گرداں کی طرح

دل لگانے کی جگہ دنیا نہیں ہے غافلو
کچھ دنوں کے واسطے رہنا ہے مہماں کی طرح

واعظ ناداں کیا ایسا ہی ہے سچ سچ بتا
گلشن فردوس طیبہ کے بیاباں کی طرح

سیر گلشن کیا کریں بے یار کے اے ہمدمو
باغ بھی وحشت کدہ ہوگا بیاباں کی طرح

پاس کچھ رکھتا نہیں رکھتا ہوں دولت عشق کی
گرچہ مفلس ہوں مگر رہتا ہوں سلطاں کی طرح

زلف جاناں کا تصور بس گیا ہے اسقدر
جسم میں رگ رگ بنی ہے مار پیچاں کی طرح

مانی و بہزاد لائیں نذر کردو جان و دل
کیا کوئی تصویر ہے سلطان خوباں کی طرح

سیر کرتا ہوں قمر دل کی تو آتے ہیں نظر
داغ ہائے دل مرے سرسبز بستاں کی طرح

جس طرف حشر میں ہوگا مرے سرکار کا رخ
بس مقابل میں رہے گا مرے غفار کا رخ

یا الہی مجھے دکھلا دے مدینہ اک بار
پھر کروں گا نہ ترے خلد کے گلزار کا رخ

قبلہ رخ رکھنے کی حاجت نہیں مجھ بیدل کو
قبر میں خود ہی پھریگا ترے بیمار کا رخ

خوب آرام سے سوجاؤں گا میں محشر تک
گر رہے سامنے میرے تری دیوار کا رخ

روسیاہی سے گناہوں کی جو نادم ہوگا
چاند سا حشر میں چمکے گا گنہگار کا رُخ

سب نبی حشر میں اس رُخ پہ کریں گے سجدہ
ہوگا جس رُخ پہ مرے احمدِ مختار کا رُخ

غم نہیں اہلِ جہاں پھیر لیں رُخ تجھ سے قمر
تو بھی منہ موڑ کے کر کوچۂ دلدار کا رُخ

مرے پیشِ نظر ہے صورتِ شیخ
نہاں ہے دل میں میرے الفتِ شیخ

مزا آجائے گا وصلِ خدا کا
عجب صحبت ہے واللہ صحبتِ شیخ

اطاعت حق کی ہے طاعت نبی کی
اطاعت مصطفٰے کی طاعتِ شیخ

نہیں پروا مجھے دونو جہاں کی
مجھے کافی ہے دستِ ہمتِ شیخ

مری آنکھوں میں ہے خواجہ کی تصویر
مرے دل میں چھپی ہے صورتِ شیخ

قمر رہتا نہیں بے وجہ مدہوش
ملا ہے اُس کو جامِ وحدتِ شیخ

ہے آنکھ کے پردہ میں عیاں روئے محمد
اور غنچۂ دل میں ہے نہاں بوئے محمد

کعبہ دلِ عاشق کا ہے روئے محمد
ہیں طاقِ حرم دو خمِ ابروئے محمد

آہوئے ختن عنبرِ سارا ہیں نادم
خوشبو جہاں میں ہے نہاں بوئے محمد

بخشش پہ خدا ہوگا یہ سرگرمِ شفاعت
ملتی ہوئی حق سے ہے بہت خوئے محمد

والشمس ہیں رخسار تو واللیل ہیں گیسو
ہیں صبح و مسا یہ رُخ و گیسوئے محمد

ہے آرزو میری یہ دمِ نزع الٰہی
تو دل میں ہو اور پیشِ نظر روئے محمد

مانع ہے ادب ورنہ تمہیں دل میں بٹھا کر
سجدہ میں رکھوں سر کو مرے سوے محمدؐ

کیونکر نہ ملے مجھ کو قمر رتبۂ اعلیٰ
دیوانۂ احمدؐ ہوں ثناگوئے محمدؐ

عمر بھر ہو گی نہ یہ چشم خیال یار بند
گرچہ اوس نے کر دیا ہے روزن دیوار بند

آئے گا جب یار اپنا سیر گلشن کیلئے
ہو گی حیرت سے نہ چشم نرگس بیمار بند

چھپکے کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہے گل کو
کیوں نہیں کرتی ہے بلبل اپنی تو منقار بند

گرم بازاری ہوئی ہے جب ترے حسن کی
یوسف مصری کا یکدم ہو گیا بازار بند

نیند آتی ہے نہ موت آتی ہے ہجر یار میں
ہو گئے کب یارب میرے دیدۂ بیدار بند

تم کو رندوں کے ستانے سے ملا کیا زاہد
کر دیا جو میکشوں پر خانۂ خمار بند

مدرسہ سے اٹھ کے اب لی ہے صنم خانے کی راہ
عشق میں بت کے قمر بھی ہو گیا زنار بند

آ تجھ کو کروں میں پیار قاصد
تجھ پر ہو یہ جاں نثار قاصد

لایا ہے جواب نامہ شاید
مدت سے تھا انتظار قاصد

یوں سینکڑوں نامہ بر گئے تھے
اک تو ہی پھرا ہے یار قاصد

گر جاں بھی فدا کروں تو کم ہے
گویا ہوں میں شرمسار قاصد

پلکوں سے نکال دونگا اپنے
پاؤں میں چبھا ہو خار قاصد

صدقہ ترے دم قدم کا قاصد
تیرا ہوں امیدوار قاصد

پھر جا کے نبیؐ کے در پہ اک بار — کر عرض بہ انکسار قاصد
اک عاشق مضطرب دکن میں — کہتا ہے کہ دلفگار قاصد
بیتاب بنے تیرے در پہ اکبار — بھیجا ہے جگر فگار قاصد

کہتے ہیں **قمر** دکن میں تیرا
پوچھا ہے مزاج یار قاصد

ہوں روز ازل سے میں طلبگار محمدؐ — دکھلا دے خدایا مجھے دیدار محمدؐ
بدمست پڑا رہتا ہوں ساقی کے قدم پر — خمخانۂ وحدت میں ہوں میخوار محمدؐ
گو خواب میں رہتی ہیں بظاہر تری آنکھیں — قربان ان آنکھوں کے ہیں بیدار محمدؐ
ہوگی نہ شفا مجھ کو مسیحا نہ ہاں سے — بیمار ہے بیمار ہے بیمار محمدؐ
قربان ہلال رخ شوال ہوں دم میں — آئے جو نظر ابروئے خمدار محمدؐ
محبوب کا دیدار ہے دیدار حسینؓ میں — اللہ کا دیدار ہے دیدار محمدؐ
مدت سے تمنا ہے مدینہ کے سفر کی — دکھلا دے خدایا مجھے دربار محمدؐ
اوسکو نہیں رہتا ہے سروکار جہاں سے — ملتی ہے جسے دولت دیدار محمدؐ

کھٹکا نہ رہے خوف قیامت کا **قمر** کو
ملجائے اگر سایۂ دیوار محمدؐ

ہو جاؤں فدا آپ پہ سو بار محمدؐ — اور دل ہو نثار آپ پہ ہر بار محمدؐ
طاقت نہیں بلوانے کی آ بھی نہیں سکتا — ہوں گردش دوراں سے میں ناچار محمدؐ

عاصی ہوں گنہگار ہوں بلوائیے شاہا
دل ہوگیا اب ہند سے بیزار محمدؐ

ہو دل میں خیال رخ دلدار دم نزع
اور لب پہ ہو جاری مرے ہر بار محمدؐ

رکھتا ہوں جلوخانۂ دل میں تری تصویر
کرتا ہوں طواف اوسکا میں ہر بار محمدؐ

حب نبیؐ لذیذ علی کی ولا لذیذ
کہیئے جہاں میں اس سے زیادہ ہے کیا لذیذ

عاشق ہوں درد کو بھی دوا جانتا ہوں میں
تلخی درد بھی ہے شکر سے سوا لذیذ

لب بند ہو گئے دلمیں تمہارے جو عشق ہو
دیکھو تو لیکے نام محمدؐ ہے کیا لذیذ

اہل جہاں کو لذت فانی سے کام ہے
میری فنا سے کیوں نہ ہو کام بقا لذیذ

اہل دول کی مدح میں لذت نہیں قمر
اللہ اور نبیؐ کی ہے حمد و ثنا لذیذ

محبت مصطفے کی دلمیں اے ناداں پیدا کر
اگر انساں ہے انسانیت کی شاں پیدا کر

تری عمر رواں ہے پا بجولاں تو ہے غفلت میں
سفر درپیش ہے عقبی کا کچھ ساماں پیدا کر

صفائی قلب کی کر مل کسی پیر طریقت سے
مکاں خالی ہے رہنے کیلئے مہماں پیدا کر

مرے گھر آج آیا ہے وہ دلبر بعد مدت کے
نہ اسمیں انقلاب اے گردش دوراں پیدا کر

تری شہ رگ سے بھی نزدیک تر و یار رہتا ہے
ذرا کر غور دلمیں اوراسکا دھیان پیدا کر

دل مضطر تڑپنا یاد ہے تجھکو سنبھلنے سے
طریقہ ملنے جلنے کا ارے ناداں پیدا کر

ترے آئینۂ دلمیں تماشہ ہی خدائی کا
مراقب ہو ذرا گردن جھکا پہچان پیدا کر

مقابل یار کی آنکھوں کے ہے دعوےٰ عشق تیرا
گھمنڈ اتنا نہ ہرگز نرگسِ حیراں پیدا کر

نہ سوکھے اے دیدۂ تر یادِ محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ میں
سمندر کی طرح اپنے میں اک طوفاں پیدا کر

بہت مدت کے بعد آیا ہے بت سینہ مندر میں
برہمن بنکے پوجا کے لئے ساماں پیدا کر

قمر کیا ڈر ہے دریائے کرم انکا ہے بے پایاں
بھروسہ اسکی رحمت کا ہے اطمینان پیدا کر

جبکہ وہ جانِ جہاں بدستِ خواب آیا نظر
زاہد صد سالہ مسجد میں خراب آیا نظر

جلوۂ محبوب حق کیا بےحجاب آیا نظر
ماہتاب آیا نظر یا آفتاب آیا نظر

ہوش میں رہتا نہیں ساقی کی مجلس میں کوئی
خشک زاہد بھی وہاں مستِ شراب آیا نظر

چاک دامن خاک بر سر خستہ دل تفتہ جگر
تیرا شیدائی زمانہ میں خراب آیا نظر

عاشقوں کو تیرے ہوگی تابِ نظارہ کہاں
ہوش اڑ جائیں گے جب تو بے نقاب آیا نظر

تیرے رخ کو دیکھکر کھویا نماز فجر کو
سجدہ جائز ہی نہیں جب آفتاب آیا نظر

چل رہا تھا مجلسِ رنداں میں جب دورِ شراب
ہائے واں بھی محتسب خانہ خراب آیا نظر

طاقِ ابرو آپکا ہے سجدہ گاہِ عاشقاں
کیوں نہ ہو دیکھا تو کعبہ کا حجاب آیا نظر

سینہ بریاں دل طپاں ہے عشقِ جاناں میں مرا
چیر کر سینہ جگر دیکھا کباب آیا نظر

جب خیال آیا گناہوں کا تو تیرے خوف سے
کانپ اٹھا دل مرا روزِ حساب آیا نظر

مذہب و ملت سے کیا مطلب ترے عشاق کو
دیر و کعبہ میں بھی سوئے آنجناب آیا نظر

جوشِ رحمت کو ہوا اور دھل گئے عصیاں تمام
جب قمر آگے ترے چشمِ پرآب آیا نظر

خود کو اظہار کیا شکل بتاں میں آ کر	محو نظارہ ہوا بزم جہاں میں آکر
ہوا بدنام وہ رندان جہاں میں آکر	جام بھر بھر کے دیا دیر مغاں میں آکر
چھپ گیا جان جہاں خود مری جاں میں آکر	دنگ عالم کو کیا جام جہاں میں آکر
ہم کو گردش میں رکھا دور زماں میں آکر	کر دیا خاک ہمیں چشم بتاں میں آکر
کہیں درویش ہے وہ اور کہیں سلطان جہاں	خوب دے ہوکے ہیں رکھا کون و مکاں میں آکر
کھینچکر تیر مژہ زیر کمان ابرو	مجھے گھائل ہی کیا تیر و کماں میں آکر
دیکھتا ہوں میں جدھر تو ہی نظر آتا ہے	جنس وحدت بکی کثرت کی دکاں میں آکر
خوب واقف ہیں کرشموں سے تمہارے صاحب	دہوم عالم میں مچی وہم و گماں میں آکر
آرہی ہے درِ دل سے جو صدائے یاہو	چھپکے بیٹھا ہے کوئی اپنے مکاں میں آکر
پارساؤں میں کبھی محفل رنداں میں کبھی	کبھی پوشیدہ رہا بزم بتاں میں آکر

درد دل اپنا چھپایا تھا **قمر** یاروں سے
کھل گیا راز دروں آہ و فغاں میں آکر

تری صورت میں وہ جلوہ دکھا کر	رکھا ہے مجھ کو دیوانہ بنا کر
صدائے سرمدی اپنی سنا کر	کیا ہشیار دیوانہ بنا کر
کیا بیہوش موسے کو بلا کر	تجلّی طور پر اپنی دکھا کر
بڑی مشکل سے سمجھا کر منا کر	اوسے دل میں رکھا مہماں بنا کر
صبا للہ یہ مشت خاک میری	ذرا لے چل مدینہ تک اڑا کر

اگر ہوگی مدینہ تک رسائی
کرونگا عرض درد دل سنا کر

مرے مولا مرے سرکار للہ
رکھو مجھ کو مدینہ میں بلا کر

کرونگا انکی زلف عنبریں میں
دل صد چاک کو شانہ بنا کر

نظر آجائیں جب وہ شاہِ خوباں
رکھوں گا اپنی آنکھوں میں چھپا کر

چھپے کیا دیکھتے ہو ہم کو صاحب
نکل آؤ ذرا پردہ اٹھا کر

کیا بیخود مجھے موسیٰ سمجھ کر
جمال دلربا اپنا دکھا کر

اٹھینگے ہم نہ ہرگز تا قیامت
در محبوب رحمۃ اللہ علیہ پر آسن جما کر

گذرتی تھی کسی عالم میں اچھی
ہوئے بدنام اس عالم میں آکر

نظر بھر کر ابھی دیکھا نہیں تھا
کیا بسمل مجھے آنکھیں دکھا کر

مکاں میں میرے جس دن آئینگے وہ
بلاؤں گا انہیں آنکھیں بچھا کر

نہ آنا تھا تمہیں پہلے ہی باہر
چھپے پھر کس لئے صورت بتا کر

الگ ہو کر تماشا دیکھتے ہو
ہمیں دنیا کے جھگڑوں میں پھنسا کر

مقابل اپنے تصویر محمد
لگا رکھی ہے آئینہ بنا کر

رہے دائم سلامت دین و ایماں
وہ بت کہتا ہے مجھ سے یوں دعا کر

قمر اپنی حقیقت کو سمجھ کر
اسے دیکھو خودی اپنی مٹا کر

نزدیک وہ آتے نہیں دیوانہ سمجھکر
وہ جان کے انجان ہیں بیگانہ سمجھکر

گو آپکے قابل نہیں سرکار مرا دل
ہم روز ازل سے ہیں انھیں چاہنے والے
وہ دور ہیں نظروں سے مگر دل میں ہیں موجود
واقف ہے مجھکو نگاہ کبھی ساغر مے سے
مدت ہوئی قربان کئے جان و دل اپنا
سب چھوڑ چلے جائینگے جب کنج لحد میں
دامن کو سنبھالے ہوئے ہیں ساتھ رہونگا

اک روز تو آجائے ویرانہ سمجھکر
وہ دور چلے جاتے ہیں بیگانہ سمجھکر
آتے نہیں وہ سامنے بیگانہ سمجھکر
ساقی مجھے دیتا نہیں پیمانہ سمجھکر
ایمان بھی لے لیجیے نذرانہ سمجھکر
سو جائینگے ہم اپنا ہی کاشانہ سمجھکر
بھولو نہ مجھے حشر میں بیگانہ سمجھکر

سر خم ہے تسلیم و رضا ہو قمر اپنا
دشمن سے ملو آپ کو بیگانہ سمجھکر

شہید ناز ہوں دعوے ہی میرا تیغ آہن پر
رخ روشن مرے دلدار کا گر دیکھ پائینگے
قیامت ہوگی برپا ہمسفیرو تم یقیں مانو
پس مردن مرا دیوانہ پن ہو جائیگا ظاہر
رخ خورشید پر تیر نگاہ ناز و عشوہ میں
تبسم تھا کہ اک بجلی تڑپ کر رہ گئی دل میں
نگاہ مست ساقی کی محبت میں مرا ہوں میں
تصور میں بلا کی دوربینی حق نے بخشی ہے

رہیگا حشر تک احسان قاتل ہی مری گردن پر
ہوئے جمع پروانے جہاں کے شمع روشن پر
گذر جس روز ہو جائیگا انکا میرے مدفن پر
چڑھائے جائینگے پھر عوض پھولوں کے مدفن پر
کسی کے حسن عارض کا ہے پرتو ماہ کے تن پر
گری یہ برق کیسی یا الہی دل کے خرمن پر
غزالان ختن بہر طواف آئینگے مدفن پر
نظر پڑتی ہے گھر بیٹھے در خواجہ کے روزن پر

ہمارا خونِ ناحق اِک نہ اکدن رنگ لائیگا — رہے گا خون عاشق حشر تک قاتل کے دامن پر

رہیگا انتظار اب بعد مردن بھی قمر تجھ کو
عوض سبزہ کے ہوگی نرگس ہمار مدفن پر

زنداں میں بھی گھر آپ کا سرکار آتا ہے نظر — رہتا قفس میں ہوں مگر گلزار آتا ہے نظر

بے وجہ ہم سے بےخبر وہ یار آتا ہے نظر — تیرِ نگاہِ یار کا سوفار آتا ہے نظر

جب سے جدا ہوں آپ سے لگتا نہیں ہے دل مرا — دل یار اور اغیار سے بیزار آتا ہے نظر

مجھکو گماں جانِ جہاں ہوتا ہے یہ عشق کا — دار الشفا ہیں جب مجھے بیمار آتا ہے نظر

جینے سے جی بیزار ہے آنکھوں میں آب آیا ہے دم — جینا تمہارے ہجر میں دشوار آتا ہے نظر

سب سے ملا دیکھا جہاں حاصل نہ کچھ اُس سے ہوا — جانا کسی کے پاس اب بیکار آتا ہے نظر

مطلب کے ہیں اپنے سبھی کیا وقت پر کام آئینگے — کوئی نہیں جز آپ کے غمخوار آتا ہے نظر

تونے بھی شاید اے قمر دیکھی ہے چشمِ مستِ یار — اس واسطے نرگس صفت بیمار آتا ہے نظر

بڑھتا چلا ہے اے قمر مشقِ تصور آپ کا
پڑتی نظر ہے جسطرف دلدار آتا ہے نظر

حسبِ وعدہ نہیں آیا مرا گلفام ہنوز — ہوئی اوسکی نہ الٰہی سحر و شام ہنوز

مرغ دل دیکھ کے پھنس جائے نہ خال و خط کو — زلفِ پیچاں کا بچھا ہوگا وہاں دام ہنوز

جب تلک عشق میں بدنام نہ ہو عاشق — پختہ کارانِ محبت میں ہے وہ خام ہنوز

دلِ تڑپتا ہی رہا قبر میں بعدِ مردن — لطف کیا خاک ملے گا نہیں آرام ہنوز

دعویٰ ہم چشمی کا کر بیٹھے ملی تجھ کو سزا
دشمنوں کو بھی مرے حال پہ رحم آتا ہی

سنگساری کو سمجھتا ہے تو بادام ہنوز
سب ہوئے رام مگر تو نہ ہوا رام ہنوز

خوب اغیار اٹھائے ہیں مزے وصل کا لطف
قمر زار فقط رہ گیا ناکام ہنوز

محبوب رسول و حبیب خدا سلطان الہند غریب نواز
ہادی سبل مہدی ہدا سلطان الہند غریب نواز

مدت سے ہیں عاصی ہم جدا سلطان الہند غریب نواز
ہو درد دل بیکس کی دوا سلطان الہند غریب نواز

دنیا میں وسیلہ سب کا ہے میرا اپنا نہ پرایا ہے
اب آپ مدد کیجے مولا سلطان الہند غریب نواز

اس در کے سوا میں جاؤں کہاں دلوا مجھکو شاہ جہاں
تم جانتے ہو شاہا میرا سلطان الہند غریب نواز

ملجائے گدائی در کی ترے پھر شان نرالی ہو میری
ہر جا ہو مرا رتبہ علی سلطان الہند غریب نواز

کہتے ہیں جہاں میں سب مجھکو خواجہ کا یہ بندہ ہے تجھکو
تم لاج رکھو میری شاہا سلطان الہند غریب نواز

دشمن سے چھڑا حاسد سے بچا محفوظ رکھنا تیرے مجھے
دونوں کا جہاں میں ہو منہ کالا سلطان الہند غریب نواز

خاموش ہو کچھ دیر قمر معلوم ہے سب خواجہ کو مرے
جو مانگو گے کر دینگے عطا سلطان الہند غریب نواز

واہ کیا صیاد ہے تیرا قفس
مرغ دل تڑپا کیا سو سو برس

یار کے انداز ہیں کیا خوش نفس
نالۂ لیلیٰ ہے آواز جرس

دیکھکر اس گیسوئے پیچاں کے پیچ
پھنس گیا میں جال میں مثل مگس

عشق صادق ہو تو پہلے جان دے
جان کی پروا نہ کرائے بوالہوس

قصد گو ہے کوچۂ دلدار کا
کسطرح ہوگی ہماری دسترس

فیض ہیں ساقی کے ہو برکت عطا
وہ رہے سر پر ہمارے سو برس

کیا سبب گردش میں ہیں شمس و قمر
دیکھ شرماتے ہیں روضہ کا کلس

آرزوئے ناقۂ لیلیٰ سے آج
آرہی کانوں میں ہے بانگ جرس

ہاتھ اٹھا کر لے قمر اللہ سے
التجا کر ہے وہی فریاد رس

جاؤنگا میں مدینہ کو شاہ ہدا کے پاس
درخواست مینے بھیجی ہے اپنی خدا کے پاس

نزد رونپہ جب ہوگی محشر تو یا نبیؐ
سایہ میں تیرے ہونگا کھڑا میں لوا کے پاس

مشکل نہیں ہے عقدہ کشائی حضور سے
لے تو چلو مجھے مرے مشکلکشا کے پاس

باد صبا خدا کے لئے کوئے یار تک
لیجل تو اس مریض کو دارالشفا کے پاس

بذل و عطا کی انکے خزانہ میں کیا کمی
طیبہ میں جاکے مانگ نہ دوسرا کے پاس

مجرم ہیں ہم گناہگار ہیں بے یار و غمگسار
جائینگے ہم تو شافع روز جزا کے پاس

رد ہوں بلائیں اور یہ کلفت بھی دور ہو
آجاؤ یا نبیؐ قمر بے نوا کے پاس

میرے ساقی میں ازل سے ہوں سراپا جلوہ گوش
ایک ساغر اور دے جاتے رہیں سب عقل و ہوش

مست ہوں آنکھوں کا تیرے ساقی پیمانہ کش
اب کہاں کا ننگ و ناموس اور کہاں کی عقل و ہوش

تن مرا ہمرنگ جاں ہے اور جاں ہمرنگ تن
جس جگہ چاہو بلالو وہ تو ہے خانہ بدوش

شیخ دیں تسبیح خواں مسجد میں بن بیٹھا کل — ہو گیا ہوں آج کافر اور ہوں زنار پوش

زہد و تقویٰ نذر جاناں ہو چکے مدت ہوئی — عشق میں کافر ہوں ہے مشرب مرا جوش و خروش

اب خدا کے واسطے زاہد قمر کی بات سن

زہد و طاعت چھوڑ دے اور عشق کا کر جام نوش

بر جمال شمع روئے مصطفےٰ پروانہ باش — پا بہ زنجیر از خیال زلف چون دیوانہ باش

ہمچو پاکاں از مئے توحید چون مستانہ باش — گر طلبگار خدائی از خودی بیگانہ باش

پاک کن زنگار دل غافل مباش زاہدا — خواہ در مسجد نشیں یا ساکن بتخانہ باش

تا بکے آہ و فغاں در آرزوئے وصل دوست

اے قمر خاموش باش از خویشتن بیگانہ باش

عرش اعلیٰ ہی محمد کا مرے دیوان خاص — اور جبریل امیں جن کا بنا دربان خاص

قتل گاہ عاشقاں میں بوالہوس کا دخل کیا — ذبح ہوتے ہیں یہاں اللہ کے خاصان خاص

خوف حق سے ایک ہی قطرہ جو نکلے آنکھ سے — جرم دھونے کے لئے ہو جائیگا باران خاص

تم بھی آؤ زاہدو لیکن ذرا کر کے وضو — میکشی کے واسطے یاں جمع ہیں رندان خاص

بعد مدت کے پھنسا ہے آج زاہد دام میں — اُسے حلقے میں لیے بیٹھے ہیں میخواران خاص

ایک دو ساغر سے کیا ہوگا بھلا ساقی مرا — دے زیادہ مجھ کو اوروں سے کہ ہوں مہمان خاص

میکشوں کا سرنگوں ہے بار احساں سے ترے — گو ہلالی پر ہے ساقی کا مرے احسان خاص

مجھکو امید شفا ہرگز مسیحا سے نہیں — کر مرے درد دروں کا تو ہی کچھ درمان خاص

فکر کیا تجھکو جزا کی اور سزا کا خوف کیا
ہے قمرؔ تجھ پر نبیؐ کا سایۂ دامانِ خاص

مے توحید پلا دے مئے احمر کے عوض
ایک دو گھونٹ ہی دیدے مجھے ساغر کے عوض

فکر فصاد نہ کر فصد کی میرے ہرگز
فصد ابرو سے ہوئی ہے مری نشتر کے عوض

رنگ و بوئے گل و گلشن پہ نہ جا اے بلبل
گل رخسار نبیؐ دیکھ گل تر کے عوض

ہوتا مدفن تری چوکھٹ کے تلے اچھا تھا
ہڈیاں کام میں آتیں مری پتھر کے عوض

نہیں قاصد کی ضرورت مرے نامہ کیلئے
نامہ بر خود ہے دلِ زار کبوتر کے عوض

کب ملے گا ترے میخانے سے جام لبریز
کاسۂ عمر تو بھرنے کو ہے ساغر کے عوض

چاک کر سینہ مرا دیکھ ستمگر نے کہا
پارۂ گوشت ہے دل یہ نہیں پتھر کے عوض

خوب دھوکے میں رکھا مجھکو وہ کر کے وعدہ
غیر کے گھر کو گیا آج مرے گھر کے عوض

ہے غنی عشق کی دولت سے مرا قلب و دماغ
مجھ کو حاصل ہے قناعت طلبِ زر کے عوض

چادرِ گل پہ جنہیں نیند نہ آتی تھی قمرؔ
سو رہے خاک پہ ہیں قبر میں بستر کے عوض

سر میں مرے تمہارا ہی سودا رہا فقط
آنکھوں میں آپ کا رخِ زیبا رہا فقط

سایہ نہیں تھا اس لئے جسمِ لطیف کا
پتلی میں آنکھ کی ترا سایہ رہا فقط

جب سے کہ جم گیا ہے تصور میں قدِ یار
پیشِ نظر تمہارا ہی جلوا رہا فقط

جب سے کسی کی زلف کا سودا ہوا مجھے
تیمار دار میرا مسیحا رہا فقط

موسیٰ بھی لا سکے نہ تجلّی کی تیری تاب
ہیں جس کو دیکھ محوِ تماشا رہا فقط

سب باریاب ہوگئے دربار خاص میں
خستہ جگر قمر ترا شیدا رہا فقط

چھوڑو مسجد چلو خدا حافظ
جائیے دیر کو خدا حافظ

زلفِ احمد میں پھنس گیا ہے دل
چاہے جو ہو سو ہو خدا حافظ

دل میں رکھ کر صنم چلے کعبہ
جاؤ اے زاہد خدا حافظ

بتکدے میں تو ساری عمر کٹی
اب چلے کعبہ کو خدا حافظ

جان تو کر چکے ہو نذر اونکے
دین کو بھی کہو خدا حافظ

ہو چکی بس شفا مسیحا سے
اے مرے ہمدمو خدا حافظ

جا مرینگے درِ حبیب پہ ہم
اب اٹھو اے قمر خدا حافظ

بے سبب روتی نہیں ہے اے دل دیوانہ شمع
کرتی ہے اظہار گریہ سے مرا افسانہ شمع

دیکھ کر دلدار کو میرے یہ سب حیران ہیں
بلبل و آہو و قمری نرگس و پروانہ شمع

آہ عاشق ہے کہ دود شمع ہے زلفِ بتاں
ہے رخِ دلدار شعلہ اور قدِ جانانہ شمع

عاشقِ جانباز کا غم ہے وگرنہ کس لئے
دیکھ کر روتی بہت ہے لاشۂ پروانہ شمع

گھر میں تاریکی نمایاں ہے قمر دیجور سی
کب کریگی سچ بتا روشن مرا کاشانہ شمع

ہے مکاں میں میرے رُوئے مہ لقا روشن چراغ
حسن گر معشوق میں ہے عاشقوں کی کیا کمی
گر نہ جائے کھا کے ٹھوکر میری مرقد پر کوئی
بعد مردن قبر میں کیا روشنی ملجائیگی
روشنی پر تو چراغوں کی گھمنڈ اتنا نہ کر
کان ہم کو دو ملے دو بات سننے کیلئے

ہے نصیر الدین خواجہ شاہ کا روشن چراغ
لاکھ پروانہ ہوں گر تجھ پر فدا روشن چراغ
اس لئے اے دوستو رکھنا سدا روشن چراغ
زندگی میں تو نہیں خواجہ مرا روشن چراغ
سرد آہوں سے بجھا دونگا ترا روشن چراغ
دیکھنے کو حق نے دیں دو آنکھ یا روشن چراغ

غم نہ کھا تاریکیٔ مرقد کا تو ہرگز قمر
داغ دل تیرے لئے ہے برملا روشن چراغ

دیر و کعبہ کو کیا روشن مدینہ کا چراغ
عشق سے خیر البشر کے دل منور ہو گیا
دے گیا تھا تو نے اے ساقی شراب بیخودی
آب و گل میں تھا خمیر آدم خاکی ابھی

برہمن اور شیخ کا دل ہو گیا جنت کا باغ
شمع محفل بن گیا ہے سینۂ سوزاں کا داغ
ہے اوسی چکر میں ابتک ساقیا میرا دماغ
کر دیا روشن جہاں کو نور احمد کا چراغ

جانتے مدت سے ہیں تیری حقیقت کو قمر
نعتِ احمد سے فلک پر چڑھ گیا تیرا دماغ

آ کبھی جانِ جہاں اس جسمِ بیجاں کی طرف
بعد مردن قبر میں کرنا نہ قبلہ رو مجھے
کیوں نہ میں قرباں جاؤں تیرے اے دستِ جنوں

پڑھتے جانا فاتحہ گورِ غریباں کی طرف
خود بخود پھر جائیگا منہ کوئے جاناں کی طرف
چاک دامن کرکے تو پہنچا گریباں کی طرف

تیرے کوچے کی گدائی گر ملے مجھ کو صنم
میں نہ دیکھوں آنکھ بھی تخت سلیماں کی طرف

ہاتھ جیسے آگیا ہو دامنِ قدسی ترا
آنکھ نظر بھی وہ نہ ڈالے باغ رضواں کیطرف

دیکھ لینا اس گھڑی محشر بپا ہو جائیگا
ناز سے گر آنکلے تو گور غریباں کیطرف

سیکڑوں بنکر غبار راہ دامنگیر ہیں
مڑ کے تو دیکھا تو ہوتا اپنے داماں کیطرف

جوش آہی جائیگا دریائے رحمت کو تری
دیکھنا یا رب ہماری چشم گریاں کیطرف

زاہدو کیا پوچھتے ہو تم نماز عاشقاں
سجدے قبلہ کی طرف ہے دل کو جاناں کیطرف

بعد مردن دیکھ کر نرگس بھی وا آنکھیں مری
محو حیرت دیکھتی ہے چشم گریاں کیطرف

ایک ہی ترچھی نظر نے مجھکو گھائل کر دیا
دل کھنچا جاتا ہے اپنا تیر مژگاں کیطرف

ظلم سے صیاد کے گل نکہت نشیمن میں ہی
آج پھر آنے کو ہے بلبل گلستاں کی طرف

زہد بہ جائیگا زاہد خود تو ہوگا غرق آب
جب پڑیگی تیری نظر چاہِ زنخداں کیطرف

بڑھ گئی وحشت قمرؔ زنداں میں یہ جوش جنوں
ہاتھ پھر پڑنے لگا میرا گریباں کیطرف

نور حق کی ضیا درود شریف
پڑھ کے دیکھیں ذرا درود شریف

رحمت حق کا کیوں نہ ہوگا ظہور
اس پہ جب نے پڑھا درود شریف

دل منور ہو ہر مسلماں کا
صدق سے گر پڑھا درود شریف

ورد کر لے مریض عصیاں کا
بخشنے اوس کو شفا درود شریف

پار بیڑا جہاں سے ہو اوس کا
جس کا ہو مدعا درود شریف

ہوں گرفتار بند عصیاں میں — مجھ کو کردے رہا درود شریف

زنگ سے اس کے دل مصفا ہو — جو پڑھے برملا درود شریف

سرِ مخفی ہے اس میں پوشیدہ — دیکھ پردہ اٹھا درود شریف

بنگئے رہبر وہ اس کے کوچے کا — دے گا رستہ بتا درود شریف

ہوگئے طے سب منازل مقصود — ہے جو تازہ دعا درود شریف

چھوڑیو مت قمر کبھی اس کو
دے گا حق سے ملا درود شریف

سوا خدا کے جہاں میں نہیں ہے کوئی رفیق — ہزار ماں سے زیادہ ہے وہ ہمارا شفیق

نہ خط ہی بھیجا نہ قاصد نہ آپ خود آیا — اجل کے آنے میں کیوں ہو رہی ہے پھر تعویق

تمہارے آتے ہی جاں آئی جسم بیجاں میں — ہماری موت کی کس طرح ہوگی پھر تصدیق

قدم رکھا ہوں تو پیچھے ہٹوں نہیں ہرگز — اگرچہ عشق کا دریا سنا بہت ہی عمیق

دہن میں ان کے یہ گوہر ہیں یا کہ موتی ہیں — یہ لب ہیں ان کے الٰہی کہ ہیں یہ عقیق

ترے سوا نہ پکاروں کسی کو میں دم نزع — تجھی میں گم رہوں اللہ دے مجھے توفیق

لگیگی ناو انھیں کی قمر کنارہ پر
جو بحر عشق محمد میں ہو گئے ہیں غریق

مرے مصطفےٰ السلام علیک — نبی الوریٰ السلام علیک

دکھا دو رخ رشک ماہ مبیں — شہنشاہ ما السلام علیک

رکھوں مثلِ مردم تجھے آنکھ میں
یہ ہے مدعا السلام علیک

وہ طیبہ کا بن رشکِ خلدِ بریں
وہ روضہ دکھا السلام علیک

پھروں تیرے کوچے میں بنکر فقیر
بلالے شہا السلام علیک

رہوں مستقل ہٹ نہ جائے قدم
وہ رستہ بتا السلام علیک

کہاں جائے در چھوڑ کر آپ کا
تمہارا گدا السلام علیک

رہے ہوش باقی نہ میرے نبیؐ
وہ جلوا دکھا السلام علیک

میں واروں گا قدموں پہ جانِ حزیں
کروں دل فدا السلام علیک

خدا بھی نہیں اور جدا بھی نہیں
مِرے مہ لقا السلام علیک

سُنے خواب میں مژدۂ جانفزا
ثنا خواں ترا السلام علیک

صدا دے رہا ہے بہت دیر سے
کوئی بے نوا السلام علیک

خودی کا ہے زنگار عصیاں کا زنگ
وہ دل سے مٹا السلام علیک

چلی جا رہی دھار میں ناؤ ہے
اُسے لے بچا السلام علیک

تمہارا ہے روز ازل سے قمر
نہ کیجے جدا السلام علیک

دکن اس جسم ظاہر کا اگرچہ ہے وطن ابتک
خیال روح میں باقی ہے طیبہ کا چمن ابتک

نہیں دیکھا مرے مولا مدینہ کا چمن ابتک
تمنا دل کی دلمیں رہ گئی شاہِ زمن ابتک

تمہاری زلف کے سودے میں آنکھوں کی محبت میں
پھرا کرتے ہیں کوہ و دشت میں حیراں ہرن ابتک

ترحم یا نبی اللہ بلا لیجے مدینہ میں
پڑا ہندوستان میں ہے یہ آوارہ وطن اتنگ

تعجب ہے قمر یاد وطن باقی ہے کیوں تجھ کو
پڑا ہے دیس میں اپنے تو آوارہ وطن اتنگ

آ رہی ہے صحبت ساقی کی پھر دل میں امنگ
زاہدوں کا قافیہ پھر آج ہو جائیگا تنگ

زرد رنگت عشق سے عشاق کی ہو گیا عجب
دل جلوں کی آہ سے کالا ہوا کعبہ کا رنگ

بیٹھکر مسجد میں تجھکو کیا ملا زاہد بتا
دیر میں تجھکو دکھاؤں تو ابھی چل میرے سنگ

بندگی اللہ کی زاہد خلوص دل سے کر
کینہ و بغض و حسد کا پاک کر دو دل سے زنگ

یوں تو عالم میں نظر آتے ہزاروں رنگ ہیں
دل کو بھایا ہے مگر گنبد کا تیرے سبز رنگ

گرچہ ہے مشہور عالم یوسف مصری کا حسن
روئے احمد دیکھکر یوسف بھی ہو جائیگا دنگ

رستم و سہراب سے لڑنا کوئی مشکل نہیں
ہے جوانمردی کرے جو نفس امارہ سے جنگ

گھٹ رہی ہے عمر دوروزہ یہ ہی جاتے ہیں جسم
دار فانی کے بکھیڑوں نے کیا اسدرجہ تنگ

ہوتی ہے ہر شے کی حد یوں کب تلک ہو انتظار
کیا ہوا تجھکو اجل آتی نہیں کیوں ہے درنگ

راز سے رندوں کے تو واقف نہیں ہے زاہدا
ساتھ میرے دیکھکر زاہد مئے مستانہ و چنگ

ہستی فانی میں وہ انسان کی بنکر مثال
غور سے سن کچھ رہا ہے اڑتے اڑتے کیا پتنگ

موت سے پہلے بھلائی کر یہی کام آئیگی
کام آئیگا نہ بعد مرگ تیرا عذر لنگ

ہوں خدا باقی مجھے عز و شرف سے کام کیا
عاشق جانباز ہوں لیکر کرونگا کیا نام و ننگ

آج یہ کیوں ہے سر در پر ہجوم مئے کشاں
کیا یہاں تقسیم ہوگی پھر شراب سرخ رنگ

جس تجلی کی کلیم اللہ نے لائی نہ تاب — عارفوں کے دلمیں وہ رہتی ہے اب بیکراں

رکھ قمر حق پہ بھروسہ فکر زادِ رہ نہ کر
روضۂ محبوب صلعم کا اگر ہے ارادہ بے درنگ

خانۂ دل میں مرے کوئی ہے مہماں آجکل — بنگیا ہے دل مرا تختِ سلیماں آجکل
کیا بتاؤں حالِ دل اے جانِ جاناں آجکل — بنگیا سینہ مرا رشکِ گلستاں آجکل
دل رہا کرتا ہے کیوں اپنا پریشاں آجکل — ہو نگے انجمن میں کہیں گیسوئے جاناں آجکل
بڑھ رہا ہے کیوں مرا چاکِ گریباں آجکل — پھر سے کیا ہو نگے کوبے وحشتِ ساماں آجکل
گھر میں مہماں ہے مرے وہ شاہِ خوباں آجکل — ہو گیا آباد یارب خانۂ ویراں آجکل
چشمِ مست یار نے مخمور مجھ کو کر دیا — پھر کیا زلف پریشاں نے پریشاں آجکل
غم نہ کھا آنے کو ہے امروز فردا میں ہما — کیوں ہوئی جاتی ہے تو بلبلِ پریشاں آجکل
دل نہیں لگتا ہے باغ دہر میں مجبور ہوں — ہوں جنونِ عشق سے دست و گریباں آجکل
مضطر و بیچین پڑے رہتا ہلالی ہند میں — کیا بلائیں گے نہیں سلطانِ جیلاں آجکل

آہی جائیگا قمر پیش شہنشاہِ جہاں
چاک کیوں کرتے ہو تم اپنا گریباں آجکل

کس طرح ہو رستگاری یا رسول — مہر ہو ہم پر تمہاری یا رسول
دور رہکر دامنِ محبوب سے — عمر غفلت میں گذاری یا رسول
کی نہ یادِ حق بجز جرم و خطا — بارِ عصیاں کا ہے بھاری یا رسول

جس جگہ ہو آپ کا ذکر جمیل — نور حق ہوتا ہے طاری یا رسولؐ

بھر گیا ہے دل سنبھل سکتا نہیں — اشک ہیں آنکھوں سے جاری یا رسولؐ

مبتلائے گردش ایام ہوں — ہو گی کب حاجت براری یا رسولؐ

دیکھتا ہوں ہر بشر کی شکل میں — آپ کی وہ شکل پیاری یا رسولؐ

بھا گئی تصویر دل کو بھا گئی — ہے وہ تیری آن پیاری یا رسولؐ

مندمل ہوتے نہیں زخم نہاں — کیسے مارا تیر کاری یا رسولؐ

بے طرح مجھ کو جلاتی ہے سدا — آتش دوری تمہاری یا رسولؐ

ہم ترے عاشق ہیں مر سکتے نہیں — موت کو ہے بیقراری یا رسولؐ

خود خدا نے آپ کی تصویر یہ — اپنے ہاتھوں سے اتاری یا رسولؐ

سایۂ دیوار اقدس ہیں گئے — ہو بسر یہ عمر ساری یا رسولؐ

دور تھا کل قیس اور فرہاد کا — آج باری ہے ہماری یا رسولؐ

جاں بلب ہوں مضطرب ہوں [illegible] — کب تلک یہ آہ و زاری یا رسولؐ

اب کوئی دم کا قمر مہماں ہے
کیجئے حاجت براری یا رسولؐ

کشتۂ ناز دلربا ہیں ہم — زخمی خنجر ادا ہیں ہم

کیا کہیں تم سے ہم کہ کیا ہیں ہم — مظہر نور کبریا ہیں ہم

آپ پر جب سے مبتلا ہیں ہم — خویش و بیگانے سے جدا ہیں ہم

آپ ہیں اپنے حسن پر شیدا
آپ اپنے ہی پر فدا ہیں ہم

دونوں عالم سے کچھ نہیں مطلب
کوچۂ یار کے گدا ہیں ہم

گو بظاہر ہیں صورتِ آدم
فی الحقیقت خدا نما ہیں ہم

بس قمر اتنا افتخار ہمیں
یار کے نقش کفش پا ہیں ہم

گویا وطن سے دور جو رہتے ہیں گھر میں ہم
پردیس میں پڑے ہیں ابھی ہیں سفر میں ہم

جسکی تلاش کرتے ہیں دیر و حرم میں ہم
اسکو چھپائے رکھتے ہیں اپنے جگر میں ہم

کٹتے ہیں روز و شب رخ و گیسو کی یاد میں
شمس و قمر کیا تھے ہیں شام و سحر میں ہم

رہتے ہیں شام غربت و صبح وطن میں ہم
پاتے نہیں اثر کوئی آہ سحر میں ہم

اپنے کو آپ پاتے ہیں ہر ہر اثر میں ہم
قطرہ میں ہم حباب میں ہم بحر و بر میں ہم

واعظ سنا نہ قصۂ روز جزا ہمیں
کیا غم ہمیں ہے امت خیر البشر میں ہم

ہم کو غرض نہیں ہے عذاب و ثواب سے
رہتے ہیں اسکے سایہ دیوار و در میں ہم

آئے نہ کیوں ثمر کسی نخل مراد میں
رہتے ہیں سایۂ شجر بار ور میں ہم

ہیں رشک باغ سینہ میں گلہائے داغ ہجر
دریائے اشک رکھتے ہیں اپنی چشم تر میں ہم

کہتے ہیں آپ ہم نظر آئے کہیں نہیں
خود دیکھتے ہیں آپ کو حسن بشر میں ہم

بے مثل شکل آپ سی دیکھی نہیں کہیں
آئینہ رکھ کے کہتے ہیں اپنی نظر میں ہم

ہر جا ظہور اپنا ہے شک اسمیں کچھ نہیں
دور فلک میں گردش شمس و قمر میں ہم

ہوگی ختم وحشت نوردی کبھی قمر
ہو جائیں پائمال کسی رہگذر میں ہم

اے درد تو درمانم وے ذکر تو غمخوارم
وے دیدن روئے تو تسکین دل زارم

شاہا ز ازل در سر سودائے رخت دارم
اے کاکل پیچانت کردست گرفتارم

اے درد مرا درماں اے عیسی دورانم
در ہجر تو مہجورم از چشم تو بیمارم

از تیر نگاہ تو در سینہ جراحتہا
اے در خم گیسویت چوں مرغ گرفتارم

اے طائر قدسیم بر عرش بریں جاست
اے حامد و محمودم وے احمد مختارم

گو لایق دربارت سرکار نیم ہرگز
از در مفگن دورم ہرچند گنہگارم

در کلبۂ احزانم یک روز اگر آئی
قربانت کنم جانہا اے رونق بازارم

دیدار خودم بنما من عاشق مہجورم
دادہ بہ تو نقد دل حیران سر بازارم

از بسکہ پریشاں کرد این گردش دورانم
جز ذات تو با غیرے باشد نہ سروکارم

من بندۂ عشق تو از روز ازل گشتم
نے کار بہ تسبیحم نے حاجت زنارم

اے ساقی قدح پے مخمورم و مسجودم
بر درگہ ستارم در حضرت غفارم

در شکل بشر گاہے مسجود ملک گشتم
گہ گفتہ انا الحق چوں منصور سر دارم

گہ عابد و معبودم گہ ساجد و مسجودم
گہ زاہد دیندارم گہ رند قدح خوارم

گہ مثل گہر باشم گہ سالک دُر غلطاں
گہ مثل گلم خنداں گہ بلبل بیمارم

گہ رند خراباتم افتادہ بہ میخانہ
بر پائے خودم غلطاں در خانۂ خمارم

گہ خال رخ زیبا بر حسن جہاں سوزم
گہ سنبل پیچانم گہ نرگس بیمارم

بنمارہ میخانہ اے پیر خراباتم
منصور شوم گاہے گہ شبلی و عطارم

در ہند و دکن تا کے این بندہ بہ تجویز
انگشت نما باشد کن شاد دل زارم

تا چند قمر تا کے باشد بہ تو سرگرداں
الطاف و کرم باید اے خوبی بازارم

بر چہرۂ زیبایت اے یار نظر دارم
سودائے سر زلفت واللہ بسر دارم

از درد فراق تو دل پر ز شرر دارم
در سوزش عشق تو آتش بہ جگر دارم

چوں بے خبرم کردی از یار خبر دارم
جز پیر خدا باقی یارے نہ دگر دارم

اندر رہ عشق تو احوال قمر این است
گہ چاک گریبانم گہ خاک بہ سر دارم

آپ سے ملنا کوئی مشکل نہیں
خود یہاں پہلو میں اپنے دل نہیں

اک جہاں بسمل ہے تیغ ناز سے
کون نظروں کا تری گھائل نہیں

کیوں چلی آتی ہے دنیا سامنے
مدتوں سے تجھ پہ ہم مائل نہیں

دین و ایمان جان و دل سب ہیں نذر
پر یہ سچ ہے آپکے قابل نہیں

انتہا کیا پوچھتے ہو ہمدمو
بحر رحمت کا کوئی ساحل نہیں

اپنے بندوں کی دعا سنتا ہے وہ
ہے یہ مجبوری کہ درد دل نہیں

بے طلب سب کو عطا کرتا ہے وہ
اسکی بخشش میں کوئی حائل نہیں

اس کو لطفِ زندگی ملتا نہیں
جسکو تقلیدِ نبیؐ حاصل نہیں

ہم شرابی ہیں ہمیں پینے ہی دے
لطفِ مئے زاہد تجھے حاصل نہیں

کس طرح کشتی ہماری پار ہو
سامنے گرداب ہے ساحل نہیں

دربدر کاسہ گدائی کا لئے
ٹھوکریں کھاتا ہوں کچھ حاصل نہیں

ایک دن مٹ جائینگے دیر و حرم
پر مقامِ دل فنا منزل نہیں

ہے جگہ دلمیں تمہارے واسطے
آئیے کعبہ ہے یہ محمل نہیں

ساقیا تیرا ہی وہ محتاج ہے
غیر کے در کا قمر سائل نہیں

تم سا حسین کوئی خدا کی قسم نہیں
دیکھے ہیں جب سے آپکو اپنے میں ہم نہیں

آتا ہے اب فراق میں بھی وصل کا مزا
تصویر تیری دل سے جدا اے صنم نہیں

جینا بغیر آپکے دشوار ہے ہمیں
یہ زندگی ہماری تو مرنے سے کم نہیں

سارا جہاں ہے آپکی بخشش سے کامیاب
غیروں پہ چشمِ لطف ہے ہم پر کرم نہیں

ہر دل میں سوزِ عشق ہے لیکن یہ بیش و کم
وہ دل نہیں ہے جسمیں کہ الفت کا غم نہیں

آئینگے بعدِ مرگ نہ آئے وہ جیتے جی
آنا بھی اونکا روزِ قیامت سے کم نہیں

آنے سے آپکے یہ مکاں رشکِ خلد ہے
گھر آپ کے بغیر جہنّم سے کم نہیں

گل ہو گئے ہیں پھوٹکے سب دل کے آبلے
سینہ ہمارا گلشنِ جنّت سے کم نہیں

تو بھی مزا چکھے گا اجل کا بروزِ حشر
کرنا نہ اتنا چرخِ ستمگر ستم نہیں

بیہوش تھا نہ آگئے وہ میرے سامنے
سمجھے کہ مرگیا ہے **قمر** اس میں دم نہیں

اب وہ آئینگے کوئی دم میں یہاں — [illegible]
یاد کوئی کر رہا ہوگا مجھے — یے سبب آتی نہیں ہیں ہچکیاں
دم نکل جائے گا استقبال کو — [illegible]
جاں چلی جائے گی یوں ہی ایکدن — کب تلک کرتا رہوں آہ و فغاں
اُن کی آنکھوں کو نظر لگ جائیگی — نرگس حیراں نہ کر بے باکیاں
اب جگہ کیونکر ملے ارمان کو — آگیا ہے دل میں کوئی میہماں
آشیاں بلبل اٹھالے باغ سے — موسم گل ہو چکا آئی خزاں
آشیاں کیا ہے چمن اُڑ جائے گا — باغ میں چلنے لگی ہیں آندھیاں
ہے بلا کا جذب حُسن یار میں — مبتلا جس کے ہیں سب پیر و جواں
بے خودی میں خود خدا ملجائے گا — کیوں رکھا پردہ خودی کا درمیاں

بیکس و بے بس دکن میں ہے **قمر**
اسکو بلوا لیجئے شاہِ شہاں

مقابل میں مرے آکر جو وہ آنکھیں لڑاتے ہیں — میں ہو جاتا ہوں بیخود جان و دل قربان جاتے ہیں
نبی جی آپکے حُسن جہاں آرا کا کیا کہنا — جنہوں نے آپکو دیکھا خدا کو جان جاتے ہیں
تمہارے حسن کے آگے حقیقت کیا حسینوں کی — کہ حورانِ جناں بھی آپ پر قربان جاتے ہیں

چمن کی سیر کو جس دن نکلتا ہے مرا گلرو — فرشتے راہ میں اسکے پر و بازو بچھاتے ہیں

نظر آنے لگا ہے جلوۂ جاناں بتوں میں بھی — بتوں کے دھیان میں اللہ کو بھی بھولے جاتے ہیں

نہ آئے پر نہ آئے زندگی میں لاکھ سر پٹکا — اب آکر لاش پر میری مسیحائی دکھاتے ہیں

نہ آئے کلبۂ احزاں میں جو اک دن عیادت کو — پس مردن وہ آکر قبر پر آنسو بہاتے ہیں

اسی امید و حسرت میں بسر کرتا ہے وہ اپنی
محمد مصطفےٰ دیکھیں **قمر** کو کب بلاتے ہیں

مدت سے ہے ملنے کی تمنا مرے دل میں — بلوائیے یا آئیے شاہا مرے دل میں

ہے خوف نہ دنیا کا نہ اندیشۂ عقبیٰ — ہے تیری ہی رحمت کا بھروسا مرے دل میں

بیمار ہے بیماریٔ عصیاں سے مرا دل — آجاؤ کبھی میرے مسیحا مرے دل میں

زلف و رخ محبوب کا رہتا ہے تصور — کعبہ مرے دل میں ہے کلیسا مرے دل میں

بس ایک تمنا ہے دکھا دیجئے جلوہ — واللہ نہیں اور تمنا مرے دل میں

لگتا نہیں دل اپنا تماشائے جہاں میں — جب سے کہ کھنچا ہے ترا نقشہ مرے دل میں

سیماب کی مانند تڑپتا ہے دل زار — ہوتا ہے نیا روز تماشا مرے دل میں

ہر داغ مرے سینہ کا ہے رشک درخشاں — موسیٰ کی طرح ہے ید بیضا مرے دل میں

ہاتھوں پہ ہو ساقی کی **قمر** جان تصدق
کچھ رنگ عجب کر دیا پیدا مرے دل میں

تمہیں تم سارے ہو جان من شور عنادل میں — تمہارا رنگ ہر گل میں تمہاری شکل ہر اک میں

نہ تھا معلوم وہ بیٹھے ازل سے میرے ہیں دل میں
چھپا رکھا تھا لیلیٰ کو کوئی سینہ کی محمل میں

ہوا ہے آپ ہی کے نور سے سارا جہاں پیدا
ہے جلوا آپ کا آب و ہوا میں آتش و گل میں

تصدق اسکی آنکھوں کے میں قرباں اسکی ابرو کے
خمار ایسا نہ نرگس میں نہ جوہر تیغ قاتل میں

مقام اسکا نہیں اک جا وہ رند لاابالی ہے
کبھی واعظ کی مجلس میں کبھی رندوں کی محفل میں

تجلی طور کی ہر دم عیاں سینہ میں رہتی ہے
نہ آئیں حضرت موسیٰ کہیں میرے مقابل میں

بھٹکتے کس لئے پھرتے ہو ناحق دیر و کعبہ میں
چلے آؤ چلے آؤ جگہ ہے آپکی دل میں

کیا دیکھتے ہو جلوۂ دلدار حیرت سے
جھلک اسکی ہے ذرہ میں چمک ہے اسکی ہر دل میں

تمہاری لطف عنایت سے فیضیاب ہوں میں
کبھی تھا ذرہ مگر آج آفتاب ہوں میں

کسی کے چہرۂ پرنور کا نقاب ہوں میں
چھپا ہوا کوئی مجھ میں ہے وہ حجاب ہوں میں

کسی کو دیکھ کے پیدا کسی کا عشق ہوا
کسی کے چاہنے والوں میں لاجواب ہوں میں

بجھیگی آتش دوزخ بھی دیکھنا زاہد
ندامتوں سے گناہوں کی آب آب ہوں میں

تمہارا جب سے ہوا ہوں نہیں ہے خوف عذاب
گناہگاروں میں ہرچند انتخاب ہوں میں

کبھی ہوں دور کسی سے کبھی کسی سے قریب
کبھی کسی کی حضوری میں باریاب ہوں میں

خوشی میں پھولوں سماتا نہیں کبھی یہ دل
کبھی تو آتش غم سے جلا کباب ہوں میں

سناؤں بھی تو نہ ہو ختم داستان فراق
فسانۂ شب ہجراں کی اک کتاب ہوں میں

میں خود صدف ہوں میں خود ابر ہوں میں خود نیساں
میں خود ہی بحر ہوں قطرہ ہوں خود حباب ہوں میں

کسی پہ رکھ کے بھروسہ گناہ کرتا ہوں / کسی کے بادۂ الفت سے مست خواب ہوں میں

کبھی تو دیکھ کے پڑھتا ہوں تیرا مصحف رخ / کبھی تو آپ ہی اک عشق کا نصاب ہوں میں

کسی کے میکدۂ عشق کا سبو ہوں میں / کبھی تو ساغر گل ہوں کبھی شراب ہوں میں

بلا کے مجھ کو مدینے دکھایئے جلوا
قمر ہے نام مرا بندۂ جناب ہوں میں

آئے ہیں دور سے ہم تیرے کوچہ میں / خوب گذریگی مری جان ترے کوچہ میں

برہمن محو لقا شیخ ہے مصروف دعا / حرم و دیر کی ہے شان ترے کوچہ میں

رات دن اشک بہاتی ہیں ہماری آنکھیں / دو سمندر کا ہے طوفان ترے کوچہ میں

دل لئے جاتا ہے محبوب کے کوچہ کی طرف / جان جاتی ہے پر ارمان ترے کوچہ میں

ہے تمنا تری چوکھٹ پہ مرا دم نکلے / دل کو ہے دفن کا ارمان ترے کوچہ میں

دے اجازت مجھے رہنے کی گلی میں اپنی / ہیچ ہے تخت سلیمان ترے کوچہ میں

ہے درفیض الٰہی ترا کوچہ شاہا / مشکلیں کیوں نہ ہوں آسان ترے کوچہ میں

تیرے الطاف و کرم سے قمر خستہ جگر
مور تھا اب ہے سلیمان ترے کوچہ میں

گرچہ ظاہر میں وہ اشفاق و کرم کرتے ہیں / مہر و الطاف کے پردہ میں ستم کرتے ہیں

سامنے اس بت کافر کے مرا سر خم ہے / تیغ ابرو سے وہ سر میر اقلم کرتے ہیں

ہم تو مردہ ہیں ہوس ہم کو نہیں جینے کی / وہ بشر اور ہیں جو موت کا غم کرتے ہیں

وہاں چھوٹا نہیں بتخانہ کا کعبہ جا کر
گھر میں اللہ کے ہم یاد صنم کرتے ہیں

کیوں نہ ہو سجدہ گہ خلق ترا نقش قدم
سرمۂ چشم تری خاک قدم کرتے ہیں

ہم کو فردوس کی چاہت ہے نہ حور و غلماں
ہم تو تجھ ہی کو طلب تیری قسم کرتے ہیں

پاس رکھتے نہیں کچھ ہم ہیں غریب و مفلس
جنس ناکارۂ دل نذر صنم کرتے ہیں

وہ نہ آئے جو نہ آنا تھا مری میت پر
قبر پر آکے مری چشم کو نم کرتے ہیں

آئیے آئیے مہماں کوئی دم کے ہیں
یاد میں تیری تمنائے عدم کرتے ہیں

جام شراب پی کر سرشار ہو رہا ہوں
غفلت کی نیند سے میں بیدار ہو رہا ہوں

عشق محمدی میں بیمار ہو رہا ہوں
اغیار سے غرض کیا خود یار ہو رہا ہوں

نظروں میں دوستوں کی گلزار ہو رہا ہوں
آنکھوں میں حاسدوں کی میں خار ہو رہا ہوں

قربان تم پہ دل سے سرکار ہو رہا ہوں
بنکر گدائے جاناں سردار ہو رہا ہوں

پی کر شراب وحدت ہشیار ہو رہا ہوں
اپنے سے بیخبر ہوں اے یار ہو رہا ہوں

اہل جہاں کو مجھ سے نفرت جو ہو عجب کیا
خود بیکسی سے اپنی میں خوار ہو رہا ہوں

یکساں مری نظر میں ہندو ہیں اور مسلماں
میں بے تعصبی سے دیندار ہو رہا ہوں

اپنے میں جب سے دیکھا جلوہ کسی کا پیدا
میں خود ہی اپنا محو دیدار ہو رہا ہوں

زنار کافری کا ڈالے ہوئے گلے میں
میں بھی شریک محفل کفار ہو رہا ہوں

جب سے مزا ملا ہے دیدار کا تمہارے
دنیا کی لذتوں سے بیزار ہو رہا ہوں

کوئی نہیں ہے مونس میرے دل حزیں کا
میں خود ہی اپنے دل کا غمخوار ہو رہا ہوں

دنیا سے کوچ اک دن لازم **قمر** ہے سب کو
میں بھی سفر کی خاطر تیار ہو رہا ہوں

محمد شانِ رب العالمیں ہیں
ظہورِ ذات مطلق بالیقیں ہیں

جسے چاہیں دلادیں باغ رضواں
وہی تو مالک خلد بریں ہیں

شبِ معراج کا تھا اک بہانہ
مکان لامکاں کے وہ مکیں ہیں

جنہیں کہتے ہیں خیر العالمیں سب
وہی تو رحمت للعالمیں ہیں

وہی ہیں پیشوا کل انبیا کے
وہی مشہور ختم المرسلیں ہیں

بھروسہ ہے گنہگاروں کا ان پر
اگرچہ لائق بخشش نہیں ہیں

ہلالی شاہ **قمر** چشتی نظامی
تمہاری یاد میں اندوہگیں ہیں

یارب ہیں مرد الفت سلطان زمن ہیں
ہو دفن یہ مجنوں اوسی لیلی کے چمن میں

ہو حشر تلک اسکو رہائی نہ خدایا
جکڑا ہی رہے دل کسی گیسو کی رسن میں

ملجائے اگر خاک کف پائے سگ یار
رکھنا اسے کافور کی جا میرے کفن میں

چبھ جائیں اگر خار ہیں آبلۂ دل
آجائے مجھے لطف گلستان میرے تن میں

جو نور ہے پیدا لب و دندان نبی میں
وہ نور کہاں دُرِّ عدن لعل یمن میں

واللہ ہے عجب روح فزا نکہت گیسو
خوشبو یہ کہاں مشک میں عنبر میں سمن میں

سمجھوں گا قمر میں اُسے فردوسِ معلیٰ
جا تھوڑی سی مل جائے جو یثرب کے چمن میں

رسول اللہ کا دربار دیکھو — برستے ہیں وہاں انوار دیکھو
بہشت آئی اُتر گویا زمیں پر — یہی ہے خلد کا گلزار دیکھو
بچھڑوں سے یہ دنیاء دنی کے — مرا دل ہو گیا بیزار دیکھو
کسی کے دیکھنے کی آرزو میں — گلِ نرگس بھی ہے بیمار دیکھو
برا مجھ کو سمجھ کر دور ہیں سب — نہیں کوئی مرا غمخوار دیکھو
ہلال عید لے کر کیا کرو گے — نبیؐ کے ابروئے خمدار دیکھو

قمر تم پوجتے ہو جس صنم کو
کسی کا اوسمیں ہے دیدار دیکھو

کیا سب کو پیدا وہ خالق ہے تو — رکھا شکل احمدؐ کو تو روبرو
کبھی بن کے سلطان کشور کشا — بٹھاتا ہے دھاک اپنی تو چار سو
یہ مجلس ہے رندان عشاق کی — نہ آ زاہد باریا بے وضو
نصاریٰ میں مسلم میں ہندو میں تو — کلیسا میں کعبہ میں مندر میں تو

قمر آج آئے ہیں سلطان دیں
کرو عرض حال اپنا تم مو بہ مو

وہ دل فنا ہو جس میں وفا کا اثر نہ ہو — وہ آنکھ پھوٹ جائے جو آنسو سے تر نہ ہو

دل میں ہو درد اور طبیعت ہو منکسر
کیا بات پھر دعا میں ہماری اثر نہ ہو

لب خشک رنگ زرد ہو آہ و فغاں بھی ہو
عاشق مزاج وہ نہیں آشنا اگر نہ ہو

کیا لطف عاشقی ملے اے زاہدان خشک
جب تک تلاش آہ میں شوریدہ سر نہ ہو

سینہ کی قبر میں ہے دل زار دفن بھی
ایسی الٰہی قبر کسی کی مگر نہ ہو

مانند آئینہ رہوں میں محو دیدار
ہو ایسی بیخودی مجھے اپنی خبر نہ ہو

موقع نہیں ہے گریہ و زاری کا آجکل
کہتا ہے مجھ کو یار قمر نوحہ گر نہ ہو

جا کر خبر دے کوئی محبوب خدا کو
دیوانہ ترا ڈھونڈتا پھرتا ہے قضا کو

وہ آئیں یہاں یا مجھے طیبہ میں بلائیں
یا رب یہ اثر دے تو مری آہ رسا کو

بالیں پہ اطبا کو کبھی آنے نہ دونگا
میں زہر سمجھتا ہوں مسیحا کی دوا کو

مے پینے سے زاہد مجھے کہتا ہے گنہگار
خود پیتا ہے چھپ چھپ کے مئے ہوش ربا کو

جب سامنے آتا ہے مرے وہ بت کافر
سجدہ میں کیا کرتا ہوں ہمشکل خدا کو

بے وجہ پریشاں تو نہیں باغ میں سنبل
دیکھا ہے پریشاں وہ تری زلف دوتا کو

ہر شاخ شجر جھومتی ہے یاد میں تیری
سیکھی ہے انہوں نے تری مستانہ ادا کو

منہ دیکھ کے کہتے ہیں وہ آئینہ میں اپنا
ہم اور ہیں پاتے نہیں اس حسن و ادا کو

بڑھتا ہی رہے جوش جنوں اور زیادہ
اور آنے لگے شرم مری شرم و حیا کو

سونگھوں گا مدینہ کی گلی میں تری خوشبو
رکھوں گا چھپا آنکھوں میں نقش کف پا کو

کافر ہوں شرابی ہوں پجاری ہوں کسی کا
لائی ہے مدینے کی ہوا ساتھ وہ اپنے

سب کچھ ہوں مگر مانتا ہوں دل سے خدا کو
کیا جھوم رہی ہے کوئی دیکھے تو صبا کو

وہ دیکھتا سب کو ہے قمر سنتا ہے سب کی
سن لیگا وہ اک روز تمھاری بھی صدا کو

ذرا چل کے یارو مدینہ تو دیکھو
وہ نور خدا کا خزینہ تو دیکھو
وہیں سے رسائی ہے اپنی خدا تک
وہ قرب الٰہی کا زینہ تو دیکھو
کسی نے اٹھایا نہ بارِ امانت
مِرے سر پہ ہے میرا سینہ تو دیکھو
ہوا مشک و عنبر پسینہ پسینہ
جبین نبیؐ کا پسینہ تو دیکھو
ہیں لبریز آنکھیں مری آنسوؤں سے
سمندر میں ڈوبا سفینہ تو دیکھو

قمر اس کے ابرو کو کیا دیکھتے ہو
یہ میرا جگر میرا سینہ تو دیکھو

پکڑ دونوں ہاتھوں سے روضہ کی جالی
مرا بے قراری میں رونا تو دیکھو
وہ عشاق کا آکے چوکھٹ پہ اسکی
وہ ٹکرا کے سر جان کھونا تو دیکھو
مدینے میں ہے غنچۂ دل شگفتہ
وہ ابر کرم کا برسنا تو دیکھو

بلا کر قمر کو مدینے میں صاحب
یہ بسمل کا اپنے تڑپنا تو دیکھو

نظر سے دور ہو دل سے قریں ہو
حریم دل میں تم خلوت گزیں ہو

سنا ہے تم تو شہ رگ سے قریں ہو
نہاں پھر کیوں ہو جب رہتے ہمیں ہو

ہمیں غیروں سے کچھ مطلب نہیں ہے
ہمارے واسطے سب کچھ تمہیں ہو

محمدؐ کا وسیلہ ہو نہ جب تک
کہاں پھر قرب ربّ العالمیں ہو

جو ملجائے گدائی اُسکے در کی
شہنشاہی مرے زیر نگیں ہو

کہا قرآں میں حق نے قاب قوسین
مکان لامکاں کے تم مکیں ہو

رسولوں میں تمہاری شان اعلیٰ
ستارے سب ہیں تم ماہ مبیں ہو

مرے آقا مرے سرکار للّٰہ
مدینہ میں عطا گز بھر زمیں ہو

تجھی سے چاہتا ہوں تجھ کو شاہا
ترِی چوکھٹ ہو اور میری جبیں ہو

کہیں مسجد میں بیٹھے بنکے واعظ
کہیں میخانہ میں مسند نشیں ہو

جو نکلوگے دو عالم ہوگا برہم
رہو پردہ میں تم پردہ نشیں ہو

کیا روز قیامت وعدۂ وصل
قمر پھر کس لئے اندوہگیں ہو

یا نبیؐ دیکھ کے یہ آپ کے رخساروں کو
صدقے ہوتے ہیں مہ و مہر لئے تاروں کو

درد فرقت سے ترے خود ہیں مسیحا بیمار
کیا دوا خاک وہ دینگے ترے بیماروں کو

جوش جب آئیگا دریائے کرم کو حق کے
پارسا رشک سے دیکھینگے گنہگاروں کو

ہوگا کب لطف و کرم رشک مسیحا مجھ پر
کب دوا کام کریگی ترے بیماروں کو

نظر آیا نہ کوئی تم سا طرحدار ہمیں
دیکھتا ہی نہیں ہیں اور طرحداروں کو

ساقیا دیر سے بیٹھے ہیں میخانہ میں | | جام اک بھر کے پلا دے تو بڑے میخواروں کو

دولت عشق نبی تجھ کو گدائی میں ملی
مل ہی جاتا ہے تمھر اونکے طلبگاروں کو

اے شفقت و رحمت والے خدا ہم سب کا پالن ہار ہے تو
ہم عبد ہیں تو سب کا معبود ہم مجرم ہیں غفار ہے تو
آسان مری مشکل کردے آنکھوں کو مری کا مل بھر دے
بندہ ہوں ترا سکھ چین سے رکھ سلطان جہاں مختار ہے تو
حاسد ہوجائیں خوار مرے بدخواہوں کو رسوا کردے
دشمن کو مرے کر زیر و زبر یارب میرے قہار ہے تو
ہو اکل حلال عطا یارب اور صدق مقال عنایت ہو
وا کردے ہم پہ خزانۂ غیب سرداروں کا سردار ہے تو
کر عزت و حرمت ہم کو عطا سر آگے کسی کے ہو نہ جھکا
عیبوں کو مرے للہ چھپالے خالق کل ستار ہے تو
ہے لاج ہماری ہاتھ ترے شرمندہ نہ کر محشر میں ہمیں
کیونکر نہ بھروسہ تجھ پہ کریں ستار ہے تو غفار ہے تو
دیدے تو شفا بیماروں کو کر کام عطا بیکاروں کو
جو بے زر ہوں اون کو زر دے زرداروں کا سردار ہے تو

نافرماں ہیں عاصی ہیں ہم بیکس ہیں ہم تیرے بندے
بیکس بندوں کا تو کس ہے لاچار کا چارہ کار ہے تو
آدم میں ہو کر جلوہ نما جنت سے نکالا اپنے کو
اک دہوم مچادی عالم میں مکاروں کا مکار ہے تو
کہتا ہے تو ہی شہ رگ سے بھی نزدیک ہوں میں ہر بندہ کے
خود رکھے شریک ہمارا تو پھر شرک سے بیزار ہے تو
یہ عاجز اور مسکین **قمر** نا بینا ہے بینا کر دے
کر چشم بصیرت اسکو عطا بن آنکھوں کے بیدار ہے تو

زباں سے کیا کہوں تم کو خدا جانے کہ کیا تم ہو
خدا تو ہو نہیں لیکن خدا سے کب جدا تم ہو
ہمارا دین ہو ایمان ہو روح رواں تم ہو
خدا ہے آپ کا مطلوب محبوب خدا تم ہو
رکھو قدموں تلے اپنے تمھارے نام لیوا ہیں
کہاں اپنا ٹھکانہ ہو اگر ہم سے خفا تم ہو
گنہگاروں کی اپنے کیوں نہیں لیتے خبر مولا
خدا سے بخشوالو شافع روز جزا تم ہو
تم اپنے مرنے والوں کی خدارا لو خبر جلدی

مسیحا کے مسیحا چشمۂ آب بقا تم ہو
شریعت گر نہ ہو مانع کروں گا آپ کو سجدہ
مرے نزدیک اس ساری خدائی کے خدا تم ہو
اگر ہو عشق صادق عرش اعظم کو ہلا دوگے
رسائی کیا ہو اے نالو تمہاری نارسا تم ہو
نظر لطف و کرم کی ہو مریض عشق پر شاہا
مرے دردوں کی اے نبی بیشک دوا تم ہو
نبی جی آ پڑی منجدھار میں کشتی ہماری حیف
خدارا پار کر دیجے ہمارے ناخدا تم ہو
خدارا آ کے مل لو یا مجھے طیبہ میں بلوا لو
ہماری آرزو تم ہو ہمارا مدعا تم ہو
کہاں جائیں تمہارے در سے گر محروم رہ جائیں
شہنشاہ دو عالم مالک ارض و سما تم ہو
کسی صورت چھڑا لیجے قمر کو بینوائی سے
گدا وہ آپ کا ہے معدن جود و سخا تم ہو

آپ تو نزدیک ہیں ورہیں ہم واہ واہ مصحف رخ پر ترے ابرو خم دار ہیں	وصل میں بھی ہے ہمیں ہجر کا غم واہ واہ آتا ہے ہم کو نظر طاق حرم واہ واہ

کعبہ و بتخانہ میں آپ ہی ہیں جلوہ گر
آپ سے آباد ہیں دیر و حرم واہ واہ

ہم پہ ہے جور و ستم غیر پہ لطف و کرم
خاص یہ اکرام ہیں تیری قسم واہ واہ

حشر کی گرمی کا کچھ خوف نہ کرائے قمر
جبکہ ہوں سایۂ فگن شاہ امم واہ واہ

حب روئے یار سے دل شاد رکھ
خانۂ ویراں کو تو آباد رکھ

قتل کو کافی نگاہ ناز ہے
حلق پر خنجر نہ اے جلاد رکھ

رنج دنیا اور غم عقبیٰ نہ کر
فکر این و آں سے دل آزاد رکھ

تن ہو دہلی میں تو جاں اجمیر میں
اسطرح دونوں جہاں آباد رکھ

زلف پیچاں میں کسی کے ہیں اسیر
کچھ نہ فکر دام اے صیاد رکھ

ہم ازل ہی سے ہیں تیرے آشنا
گر بھلایا ہے تو لے اب یاد رکھ

کچھ نہ حاصل ہو تجھے بے عشق کے
دل میں عشق یار کی بنیاد رکھ

موت سے حاصل ہے لطف زندگی
موت سے پہلے عدم کی یاد رکھ

ہے قمر روز روں پہ وحشت اجل
ان وعد اللہ حق یاد رکھ

خم دل بھر گیا ہے بادۂ حب پیمبر سے
ملینگے وہ مبدم ساغر پہ ساغر حوض کوثر سے

جسے ہو عشق پیغمبر سے اور آل پیمبر سے
ملیگا جام اسکو حشر میں ساقی کوثر سے

ہوئی ہے غیر حالت اس قدر ہجر پیمبر سے
تپا ملنا اجل کو بھی مرا مشکل ہے بستر سے

گرادیں ہم اگر دو اشک اپنے دیدۂ تر سے
سیاہی دور ہو باران رحمت قلب پر برسے

خدا وہ دن اگر لائے کبھی میرے مقدر سے
کرونگا راہ طیبہ طے مری آنکھوں اور سر سے

ترے بیمار میں طاقت نہیں کروٹ بدلنے کی
اجل کو حکم ہو آکر اوٹھائے مجھکو بستر سے

ذرا چلکر سنبھل کر آئے گور غریباں پر
کہیں برپا نہ ہو جائے قیامت ایک ٹھوکر سے

نہ چھوڑو ہاتھ سے دامن کو تم محشر کے گنہگارو
ہمارے جرم کو ڈھانپینگے وہ رحمت کی چادر سے

کسی کا دل دکھانے سے نہیں بہتر گنہ کوئی
ہے محزوں دل کا خوش کرنا زیادہ حج اکبر سے

مدینہ میں پہونچنے سے مجھے ایسی خوشی ہوگی
لپٹ کر رونگا محبوب کی دیوار و در سے

بنا کر دل کو بتخانہ بتوں کو پوجتا ہے تو
نہیں پاتا ہے کچھ اسواسطے اللہ کے گھر سے

مرے دل کو غم ہجراں نے کچھ ایسا جلایا ہے
نکلتا ہی نہیں اک اشک بھی اس دیدۂ تر سے

اگر پوچھے قیامت میں اعمال ناموں کو
خدا کے سامنے رکھدوں تمہی تصویر کو ڈر سے

یتیموں پر ترحم کر کھلا روٹی غریبوں کو
نہ آئیگی مصیبت سب بلا ٹل جائیگی سر سے

گناہوں سے مرا دم لب پہ ہو اٹھانا سر خرو مجھکو
نہ ہو شرمندگی مجھکو خدایا اہل محشر سے

اگر دریا میں ڈالوں تو دل کا ایک قطرہ کبھی
نکل آئینگی باہر مچھلیاں جلکر سمندر سے

خدا کیواسطے ٹھکرا نہ دینا میری میت کو
قیامت کی بنا رکھی ہے حق نے تیری ٹھوکر سے

مرے خواجہ حسن چشتی نظامی مدظلہ بھول مت جانا
قیامت میں مجھے ساغر دلانا حوض کوثر سے

بتوں کے گھر سے کرکے یاد حق آیا ہوں پاس اپنے
مجھے آنے بھی دو مت روکو تو اللہ کے گھر سے

خبر دلدار کی لاتا کوئی لیجاتا ہے کوئی
مرے یار نقش کچھ کم نہیں ہیں دیکھو تو پر سے

غریبوں کو ستاتا ہے مگر سنتا نہیں اونچی
پھرے وہ در بدر بھٹکا ترے دیدار کو ترسے

بہت مجبور ہوں دل تنگ ہوں دنیا کے جھگڑوں سے
اتر جائے الٰہی یہ گرانباری مرے سر سے

کہاں ہیں مانگنے جاؤں وہ سب تیرے بھکاری ہیں
بس آیا ہوں ترے در پہ کدھر جاؤں ترے در سے

ہوس مجھکو نہ دولت کی نہ مطلب مجھکو ہے زر سے
امیروں سے غرض مجھکو نہ الفت ہے تونگر سے

حفاظت کر ہماری تو حقیقی ماں ہے اے مرقد
جب آئیں گود میں تیری نکل آغوش مادر سے

کسی کے عشق کا اخگر دبا رکھا ہے سینے میں
لگی ہے آگ عالم میں اسی ناچیز اخگر سے

کسی کے سیر کو جانیکی سُن پائی خبر شاید
حسینان جہاں باہر نکل آئے ہیں گھر سے

بڑا خوش بخت ہے جسکو ملا پر فیض وہ دامن
نہو محروم وہ ہرگز مرے سرکار در سے

بُرا ہوں آپ ہی کا ہوں بھلا ہوں آپ ہی کا ہوں
بلا لیجے مدینہ میں یہ بیکس کب تلک ترسے

بر آتی ہیں مرادیں برہمن کی اینٹ پتھر سے
ملیگا کیا نہیں زاہد کو کچھ اللہ کے گھر سے

قمر حاصل نہوگا کچھ رذیلوں کی خوشامد سے
رہو شاکر اُسی پر ملرہا ہے جو مقدر سے

روح اس قفس تن سے جسوقت جدا ہوگی
محبوب الٰہی کی خدمت میں رسا ہوگی

پہونچونگا مدینہ کو اک روز وہ آئے گا
جب وحشت دل میری خود راہ نما ہوگی

مُردوں کو جلاتے ہو مشہور مسیحا ہو
کیا پاس تمھارے اس الفت کی دوا ہوگی

جب تک نظر آئے دیدار محمدؐ کا
بیمار محبت کو ہرگز نہ شفا ہوگی

بے پردہ جمال حق آئے گا نظر ہم کو
عشق شہ بطحے کی جب دل میں ضیا ہوگی

جس سر میں سمایا ہو سودا ترے صحرا کا
فردوس کے گلشن کی پروا نہ ذرا ہوگی

جس وقت دکھائیگا دیدار وہ محشر میں
پھر اہل قیامت کی کب عقل بجا ہوگی

بے ہوشی سے ہم سب کو جو ہوش میں لائیگی
محبوب خدا تیرے دامن کی ہوا ہوگی

لذات جہاں کو ہم سب دل سے بھلا بیٹھے
لذت تری الفت کی اس سے بھی سوا ہوگی

ہر شان تری نیاری ہر آن تری پیاری
کس منہ سے شہا تیری توصیف ادا ہوگی

واعظ نہ ڈرا ہم کو دوزخ کے عذابوں سے
جز عشق کی طاعت کے جنت نہ عطا ہوگی

ہو جائیگا محشر میں اک عالم بے ہوشی
تیری جو نظر مجھ پر محبوب خدا ہوگی

کیوں گرمی محشر سے ڈرتے ہو گنہگارو
ہم عاصیوں کے سر پر رحمت کی ردا ہوگی

قسمت کے دھنی جو تجھے پہونچے در دولت تک
کیا تیری رسائی بھی اے بخت رسا ہوگی

جب غور کیا دلمیں معلوم ہوا مجھ کو
بتخانہ و کعبہ میں تیری ہی صدا ہوگی

مندر میں برہمن کو مسجد میں مسلمان کو
آتا ہے نظر تو ہی کچھ شان جدا ہوگی

ہم آپ پجاری ہیں بت ہم میں ہیں پوشیدہ
مسجد میں نماز اپنی کیا خاک ادا ہوگی

اک جام پلاتے ہی مدہوش کیا مجھ کو
ساقی ترے ہاتھوں پر یہ جان فدا ہوگی

خمخانہ چشتی سے اک روز قمر تجھ کو
پر کیف مئے وحدت خواجہ سے عطا ہوگی

آئی ہے اس بت کافر پہ طبیعت اپنی
بخت اپنے ہیں نصیب اپنے ہیں قسمت اپنی

اک زمانہ تھا کہ ہر روز چلے آتے تھے
اب تو مدت سے دکھاتے نہیں صورت اپنی

کس بھروسے پہ تو مغرور ہے منعم اتنا — جان اپنی ہے نہ دولت نہ حکومت اپنی

ہیں بلانوش بہ ہو ساقی تجھے بھر کے سبو — ایک ساغر سے نہیں بھرتی ہے نیت اپنی

وعدۂ وصل قیامت ہی کو پورا ہوگا — انتظار اسکا نہیں یہ ہے قیامت اپنی

عطر سے بڑھکے معطر ہے یہ زلفوں کا جال — جسکی خوشبو سے مہک جائیگی تربت اپنی

ہم بھی بے مثل ہیں رکھتے نہیں دنیا میں مثال — کسی صورت سے نہیں ملتی ہے صورت اپنی

جب گذر گور غریباں پہ ہو تھم کر چلیے — حشر سے پہلے نہ ہو جائے قیامت اپنی

جب کہ تیرے ہی ہوا مونس و غمخوار نہیں — پھر نہ کیوں عرض کریں تجھ سے ہی حالت اپنی

پیر کا ہے یہ تصدق کہ ہوئے مشہور جہاں — عشق محبوب خدا سے ہوئی شہرت اپنی

مجھ سا تو بھی ہے اک بندۂ عاجز منعم — کیوں دکھاتا ہے ہمیں شوکت و حشمت اپنی

یوں ہی حسرت میں نکل جائیگی کیا جان حزیں — یا الٰہی کبھی لڑ جائیگی قسمت اپنی

آئینہ کو ہوئی حیرت مری خود بینی سے — ملتی جلتی کسی صورت سے ہے صورت اپنی

سر مرا بار گراں ہے تن بیجان پہ مرے — تیغ قاتل سے نکل جائیگی کلفت اپنی

مجھ کو بدنام کیا گریہ و زاری نے مری — آبرو ہی نہ رہی اور نہ ہے عزت اپنی

بعد مرنے کے بھی آئیگا نہیں چین مجھے — نور کا گر صاف نکل جاؤنگا تربت اپنی

دور سے کرتا ہوں زاہد تری جنت کو سلام — تیری صحبت سے بگڑ جائیگی عادت اپنی

بادہ خواری سے قمر خلق میں بدنام ہوا
رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے حالت اپنی

کوئی کہتا ہے نبی شافعِ محشر کوئی — دونوں عالم میں نہیں آپ سا رہبر کوئی

بادہ خواروں کا عجب رنگ ہے میخانہ میں — کوئی اپنے میں ہے اور آپ سے باہر کوئی

اوسکے قدموں پہ جھکا دو میں عجز و نیاز — سگِ محبوب ہے بتا دے مجھے رہبر کوئی

میں بھی حاضر ہوں تری بزم میں اے میرے ساقی — کیا ترے ہاتھ سے ملجائیگا ساغر کوئی

نامۂ شوق انہیں ہو نہیں پہنچے تو کیونکر پہنچے — نہ مرے پاس ہے قاصد نہ کبوتر کوئی

دل جگر دونوں ہوئے ابروؤ مژگاں پہ نثار — زخمیِ تیر کوئی بسملِ خنجر کوئی

ہے تری شان جمالی و جلالی کا ظہور — رحم دل ہے کوئی انساں تو ستمگر کوئی

تیرے مژگاں کی قسم سینہ میں ہے تیر گڑا — تیرے ابرو کی قسم دلمیں ہے خنجر کوئی

حرم و دیر کے جانے سے ہوا ہوں بدنام — کوئی کہتا ہے مسلماں مجھے کافر کوئی

چاہنے والے تمہیں لاکھ ملینگے صاحب — ہم کو کس طرح ملے آپ سا دلبر کوئی

جبکہ قرآں میں کی خالقِ عالم نے ثنا — آپکی مدح و ثنا کر سکے کیونکر کوئی

ہے شب و روز میں جلوہ ترے رخساروں کا — ماہِ انور ہے کوئی مہرِ منور کوئی

سب جہاں ہوگا اسی کا جو ترا ہو کے رہے — رکھ کے دیکھے ذرا چوکھٹ پہ تری سر کوئی

فکرِ دنیا سے رہائی جو تجھے حاصل ہو — پھر تجھے فکر نہیں ہے دلِ مضطر کوئی

تیرے جلوے سے ہوا سارا زمانہ بیتاب — محوِ حیرت ہے کوئی اور ہے ششدر کوئی

اشک آنکھوں سے رواں ہیں مرے تھمتے ہی نہیں — کیا چھپا رکھا ہے آنکھوں نے سمندر کوئی

غم نہیں تجھکو قمر بس ہیں یہ تیرے دو حامی — شافعِ حشر کوئی ساقیِ کوثر کوئی

مجھے باغ طیبہ میں بلوائیے — تمنا یہ مدت کی بر لائیے

مرے دل میں چپکے سے آجائیے — مکاں اپنا آباد فرمائیے

مرے خانۂ دل میں آجائیے — رگ و پے میں میرے سما جائیے

دکھا کر کسی روز اپنے قدم — مرا بخت خفتہ جگا جائیے

شہا لاج میری ترے ہاتھ ہے — قیامت میں مجھ کو نہ شرمائیے

چلی جا رہی ہے وہ تہ میں ناؤ یہ — کرم سے اسے پار لگوائیے

تمہارے سوا کر کہاں جائیں ہم — کوئی اور ہو تو بتائیے

مرا کشت دل خشک ہونے کو ہے — ذرا ابر رحمت کو برسائیے

غم ہجر سے لب پہ آیا ہے دم — لب جاں فزا کو ہلا جائیے

جلا جا رہا ہوں تپ عشق سے — لگی میرے دل کی بجھا جائیے

خدا کے لئے مجھ گنہگار پر — نظر لطف و رحمت کی فرمائیے

مرے پیارے احمد کبھی خواب میں — جمال مبارک دکھا جائیے

رہے کچھ نہ دل میں سوا آپ کے — ذرا رنگ وحدت جما جائیے

نہ ہو جائے غرقاب کشتی مری — مرا پار بیڑا لگا جائیے

کہاں تم کو ڈھونڈوں کہ ہر جا نہیں — نظر مجھ کو خود آپ آجائیے

محمد کا وسیلہ سوا آپ کے
نہیں کوئی تم اُس کے ہو جائیے

محبوب کی ہے یاد مرا کام یہی ہے — فرقت میں تری باعث آرام یہی ہے

کافر مجھے کہتا ہے کوئی کوئی مسلماں — ہوں عشق کا بندہ مرا اسلام یہی ہے

آنکھوں کی سفیدی و سیاہی سے عیاں ہے — دنیا کے لئے صبح یہی شام یہی ہے

اس چاند سے رخسار پہ کاکل ہیں پیچاں — عاشق کے پھنسانے کے لئے دام یہی ہے

آئے تھے جہاں میں ہے اک روز تو جانا — آغاز ہمارا یہی انجام یہی ہے

گھبرا نہ شب و روز بکھیڑوں سے جہاں کے — کہتے ہیں جسے گردش ایام یہی ہے

جل مرنے کا پروانہ کو کچھ غم نہیں اصلا — وہ جانتا ہے عشق کا انجام یہی ہے

کافی ہے نظر بھر ترا دیکھنا ساقی — میخواروں کی مستی کے لئے جام یہی ہے

رخ جانب کعبہ ہے مگر دل ہے بتوں میں — زاہد کا وظیفہ سحر و شام یہی ہے

کس کام کا عاشق جو نہ رسوا ہو جہاں میں — جانباز محبت کا سرانجام یہی ہے

اے جان جہاں اس تن بیجاں میں کبھی آ — ہوں تجھ سے جدا موت کا پیغام یہی ہے

کافی ہے مرے قتل کو ابرو کا اشارا — خنجر یہی دشنہ یہی صمصام یہی ہے

سینہ میں چھپائے ہوئے ہوں درد کسی کا — رہتا ہے مرے دل میں دلآرام یہی ہے

خواجہ ظلہ کا فدائی ہے تو محبوب کا شیدا
ہے نام قمر جس کا وہ گمنام یہی ہے

تو میرا ہے تو مجھ کو غم نہیں ہے — ترا احسان یہ بھی کم نہیں ہے

ستاتے ہیں ستالیں اہل دنیا — یہ دل قابو میں ہے برہم نہیں ہے

ہیں مال و زر کے ساتھی سب جہاں میں
نہیں پھر کوئی حبیب [illegible] ہمدم نہیں ہے

رکھو آنکھوں میں گرنے دو نہ اس کو
یہ عاشق کا ہے آنسو [illegible] نہیں ہے

گیا ہو سبز پا مانند گوہر
مرا آنسو ہے یہ شبنم نہیں ہے

اٹھے گا حشر کو بستر سے اپنے
ترے بیمار میں اب دم نہیں ہے

کرم کے ساتھ کرتے ہو ستم بھی
کہوں کیوں تیرا [illegible] ستم نہیں ہے

خودی سے صاف رکھو دل کو اپنے
خدا کا گھر ہے جامِ جم نہیں ہے

جبیں سا ہے تری چوکھٹ پہ عالم
فقط میرا ہی سر [illegible] نہیں ہے

محبت کا تجھے دعوے ہے زاہد
مگر کیوں آنکھ تیری نم نہیں ہے

غرض سے رو رہے ہیں خویش و احباب
مرے مرنے کا [illegible] ماتم نہیں ہے

تنِ بیجان میں جاں کون ڈالے
یہاں کوئی مسیحا دم نہیں ہے

خوشی حاصل نہیں جینے سے ہم کو
ہمیں مرنے کا اپنے غم نہیں ہے

ہوئے خواجہ حسن جب تیرے خادم
قمر پھر تجھ کو تیرا غم نہیں ہے

تیری الفت نے کیا جب تو فقیر مجھے
تیری زلفوں نے کیا بستۂ زنجیر مجھے

عمر بھر میں رہا زندانِ محبت میں اسیر
ہو گیا عشقِ صنم طوقِ گلوگیر مجھے

اے مرے پیرِ طریقت ترے قربان جاؤں
جلد بتلا دے کوئی عشق کی تدبیر مجھے

آئینہ سامنے رکھے ہوئے یوں کہتے ہیں
مجھ سے بہتر تو بتا دو کوئی تصویر مجھے

اسکا نقشہ مری آنکھوں میں جما رہتا ہے
سب میں آتی ہے نظر یار کی تصویر مجھے

دل میں رکھتا ہوں اُسے اور اُسی سے ہر دم
پوچھتا ہوں کہ بتا وصل کی تدبیر مجھے

نقش پا دیکھ ترا آپ مٹا جاتا ہوں
وجد آتا ہے تری دیکھ کے تصویر مجھے

اپنی گیسو نے کیا تھا مجھے خواجہ کا اسیر
وہی آمادہ ہیں پہنانے کو زنجیر مجھے

سیم و زر کی نہیں خواہش حکومت کی ہوس
خاک پائے سگ دلدار ہے اکسیر مجھے

قتل کو میرے نہیں حاجت تیغ و خنجر
نگہ ناز کی کافی ہے یہ شمشیر مجھے

دین و ایماں تو سبھی اسکو میں دے بیٹھا ہوں
روز میثاق ہی جس نے کیا نخچیر مجھے

کیوں نہ ہو فخر قمر مجھ کو بلالی ہونیں
کر دیا پیر نے بس صاحب تقدیر مجھے

در کریم پہ بنکر گدا ہیں آئے ہوئے
ادب سے بیٹھے ہیں اپنا سر جھکائے ہوئے

تھکے تھکائے پڑے ہیں تمہارے کوچہ میں
مصائب سفر بحر و بر اٹھائے ہوئے

بہے تھے جو تپ فرقت میں آبلے دل کے
وہ اور طرح سے ہیں آج کل کھلائے ہوئے

کبھی وہ گور غریباں میں آ بھی جاتے ہیں
خرام ناز سے دامن ذرا بچائے ہوئے

ابھی ٹپکنے کو تیار تھے مرے آنسو
رکے ہوں ضبط فغاں لاکھ ہوں دبائے ہوئے

زبان حال سے کہتے ہیں آبلے دل کے
کہ ہم ہیں ہجر کے صدمے بہت اٹھائے ہوئے

کہا مزار پر آ کر مرے وہ بادل زار
پڑے ہیں قبر میں تم ہم سے منہ چھپائے ہوئے

تمہاری چوٹ محبت کی جسکے دل پہ لگی
وہ بھیس میں ہیں فقیروں کا رنگ لائے ہوئے

بچا بچا ہوں اس گردش زمانہ سے — بگڑ نہ جائیں کہیں ہم ترے بنائے ہوئے
نہ منع عشق سے کر ہم کو ناصح ناداں — اسی سے ہم ہیں زمانہ میں نام پائے ہوئے

قمر وہ جاتے ہیں خوب جان دل اپنا
ہوا زمانہ انھیں درد دل سنائے ہوئے

شراب عشق کا اک جام بھر دے — مرے ساقی مجھے مدہوش کر دے
شب فرقت کو میری صبح کر دے — مری آہ رسا میں کچھ اثر دے
ترا جلوہ کہیں بے پردہ دیکھوں — مری آنکھوں کو یارب وہ نظر دے
رہے پیش نظر وہ نور عیسیٰ — مری چشم بصیرت کو بصر دے
رہیں نظروں میں زلف و رخ کے جلوے — وظیفہ مجھ کو یہ شام و سحر دے
رگ جاں میں کھٹک ایسی ہو پیدا — مجھے ہر لحظہ دل تیری خبر دے
رہے بیتابی دل روز افزوں — ترے کشتہ کو وہ درد جگر دے
رہے سرسبز کھیتی آرزو کی — تری چشم کرم سے چشم تر دے
جلا کر خاک کر دے میرے عصیاں — مری آہوں میں وہ برقی اثر دے
مرا یہ نفس سرکش سرنگوں ہو — وہ جرأت دے وہ دل دے وہ جگر دے

رہوں بذات محو دید تیرا
قمر ناچیز کو اپنا ہی کر دے

لائی بوئے وصل جو باد بہار ہے — دل اضطراب میں مرا بیتاب وار ہے

شیدا تمہارے حسن پہ پروردگار ہے
سچ پوچھئے تو حسن پہ اپنے نثار ہے

عشاق قتل ہوتے ہیں آنکھ اٹھاتے ہی
مژگاں ہیں تیر ابرو شمشیر ذوالفقار ہے

مجھ کو ہے عنبریں کے آس پاس
گیسوئے عنبریں کی تمنا رہے

سنبل چمن میں کس کے لئے مضطرب ہے
کس زلف کے فراق میں وہ سوگوار ہے

پیارے نبی تمہارے کعبہ پاک کو دیکھ کر
ششدر ہے آفتاب قمر شرمسار ہے

اس دل کو باغ خلد کی پروا نہیں ذرا
جو دل نبی و آل نبی پر نثار ہے

گلشن بنا ہے سینہ مرا داغ ہجر سے
یہ پر فضا چمن مرے دل کا حصار ہے

مولا ہے کرم کی نظر مجھ غریب پر
جو مدتوں سے آپ کا امیدوار ہے

کیجے مدد کہ آئینہ قلب صاف ہو
جرم و خطا کی گرد سے جو پر غبار ہے

روضہ پہ بادشاہ مدینہ کے رات دن
ہوتی نثار رحمت حق بار بار ہے

تو آج جس کے در کی گدائی ملی تجھے
شاہوں سے بڑھ کے تیرا افتخار ہے

دل عاشقاں ہے تماشا نہیں ہے
طواف اس کا کر کیا یہ کعبہ نہیں ہے

نہ لالچ دلا باغ رضواں کا واعظ
ہمیں تیری جنت کی پروا نہیں ہے

ملے گا مزا کیا محبت کا اس کو
جو دنیا میں مجنوں سا رسوا نہیں ہے

نہ کر دعوے وصل دلدار زاہد
ابھی درد دل تجھ میں پیدا نہیں ہے

رہے تاب فرقت کہاں تک الٰہی
ہے مینا یہ دل سنگ خارا نہیں ہے

مسیحا کا دل میں مرے کام کیا ہے ۔ یہ گھر ہے خدا کا کلیسا نہیں ہے

ڈریگا تجلی سے کب طور کی وہ ۔ غلام محمد ہے موسیٰ نہیں ہے

مری آنکھوں سے آنسو بہاؤنگا کب تک ۔ سمندر نہیں ہے یہ دریا نہیں ہے

بظاہر اگرچہ ہے عاشق کسی کا ۔ کسی کا بجز تیرے شیدا نہیں ہے

جسے چاہے دے دولت عشق اپنی ۔ کسی کا بھی اس میں اجارا نہیں ہے

بجز ذات والائے شاہ مدینہ
قمر کو کسی کا سہارا نہیں ہے

اب تو زندہ ہوئے ہیں ہم مر کے ۔ آئیے دیکھ لیں نظر بھر کے

ساغر موت دے مجھے بھر کے ۔ اون کے وعدے ہیں روز محشر کے

یاد آتی ہیں یار کی آنکھیں ۔ ساقیا جام دے مجھے بھر کے

زندہ رہتے ہیں یا کہ مرتے ہیں ۔ منتظر ہیں وصال دلبر کے

نامہ بر کا پتہ نہیں شاید ۔ کاٹ ڈالے ہوں پر کبوتر کے

ایک ہی وار میں تمام کیا ۔ صدقے ہو جاؤں تیرے خنجر کے

صبح رخ پر پڑی ہے گیسوئے شب ۔ اب ہیں مہماں ہم بھی شب بھر کے

بحر دل ہو گیا ہے طوفاں میں ۔ اڑ گئے ہوش دیدۂ تر کے

نقش پا بنکے اے قمر رہنا
پیر و مرشد کے اور پیمبر کے

ملو ہے مسیح میرے ذرا دوا کے لئے
اونھیں سے عرض بھی کرنا مری شفا کے لئے

ہوئے ہیں آپکے غمزوں پہ جان و دل قربان
رہا ہے اک فقط ایمان اب ادا کے لئے

وفا تو آپکی غیروں کیواسطے ہوگی
ہیں مستحق فقط ہم آپکی جفا کے لئے

بغیر آپ کے جینا محال ہے میرا
تمھیں دوا ہو مرے درد لا دوا کیلئے

امیدوار ہوں روز ازل سے اے ساقی
مجھے نہ بھول کبھی دور میں آکے لئے

میں کہکے لفظ بلیٰ پھنس گیا بلا میں مدام
بلا یہ میرے لئے تھی یہ اس بلا کے لئے

نجاؤ غیر کے گھر پر طلب میں دنیا کی
اٹھاؤ ہاتھ خدا کی طرف دعا کیلئے

کسی سبب سے وہ آئے نہونگے لاشہ پر
ضرور آئینگے مرقد پہ فاتحہ کے لئے

صبا نبی کو یہ میرا پیام پہونچانا
بلائے قمر زار کو خدا کے لئے

ہے آپ پہ قربان مرا دل بھی جگر بھی
حاضر ہے تصدق کے لئے جان بھی سر بھی

سلطان عرب کہوں جو تیرے لب و دندان
کردونگا فدا لعل بدخشان گہر بھی

حق کے ید قدرت نے بنائی تری تصویر
کیا خوب ڈھلی قامت زیبا و کمر بھی

ہوں نیک تو نزدیک گنہگار کہاں جائیں
ہو جائے شہا اک نظر لطف ادھر بھی

ہوتی ہے سلامی تری ہر باغ جہاں میں
دیتے ہیں گواہی تری ہر شاخ و شجر بھی

روضہ کا کلس دیکھ کے شرمندہ ہیں دونوں
رہتے ہیں چھپائے ہوئے منہ شمس و قمر بھی

آہوں نے تو اظہار کیا حال دل زار
خود مجھ کو رلاتے ہیں مرے دیدۂ تر بھی

اک دم نہ ہو غافل تو کبھی یادِ خدا سے ۔۔۔ ہو جائیگا باتو میں قمر تیری اثر بھی

ہو جائے نگاہِ کرم و لطف و عنایت
ہے منتظرِ رحم تمہارا یہ قمر بھی

نکلے تو ہے دم میرا اگر ہے آرزو باقی ۔۔۔ ملینگے خاک میں لیکن رہیگی جستجو باقی
میرا منشا زمانے کو بتایا تھا تجھے ہمدم ۔۔۔ مگر افسوس میں ہی رہ سکا اور نہ تو باقی
یہ دنیا مٹنے والی ہے تو پھر اس پر بھروسہ کیا ۔۔۔ فنا ہو جائینگے سارے رہیگا تو ہی تو باقی
کراماً کاتبیں جاکر یہ عزرائیل سے کہنا ۔۔۔ ٹھہر جاؤ ابھی کچھ یار سے ہے گفتگو باقی
وضو زاہد کا آبِ جو سے اور میرا ہے آنسو سے ۔۔۔ وضو بہہ جائیگا اسکا رہیگا میرا وضو باقی
طہارت جسم کی گو ہو گئی ہے غسل ظاہر سے ۔۔۔ صفائی کے لئے دل کی ابھی ہے شستشو باقی
جلا کر آتشِ فرقت نے دل کی خاک اڑائی ہے ۔۔۔ نہیں سینہ میں کچھ باقی مگر ہے ایک ہو باقی

بلالی کر دیا تو نے قمر کو ایک چلو میں
رہے محشر تلک ساقی ترا جام و سبو باقی

کیا صورت نما ہے اصل جمالی تیری ۔۔۔ جتائی ہے مصور کو ہر ناز و ادا تیری
منظور تھی خود بینی اظہار کیا تجھ کو ۔۔۔ دیکھا ہے جمال اپنا صورت کو بنا تیری
خالق ہے جو عالم کا وہ تیرا ثنا خواں ہے ۔۔۔ مجھ بندۂ عاجز سے کیا ہوگی ثنا تیری
ظاہر میں تو بندہ ہے باطن میں کہوں کیا ۔۔۔ کیا شان نرالی ہے محبوبِ خدا تیری
تو عاشق خالق ہے خالق ترا عاشق ۔۔۔ کیونکر نہ ہو پھر شیدا مخلوقِ خدا تیری

مقصود خلائق ہے موجود حقائق ہے
یہ دل بھی ترے قربان یہ جان بھی فدا تیری

راحت میں مصیبت میں ہر طرح سے گذری عمر
اب ایک تمنا ہے دے مجھکو ولا تیری

ہر لحظہ نظارہ ہو تیرے رخ زیبا کا
آتی ہے کانوں میں ہر وقت صدا تیری

دنیا میں قمر کا تو اب کوئی نہیں یارا
بس دیکھ لیا سب کو کافی ہے رضا تیری

میرے دلمیں تیری پوجا چاہئے
اب تو کعبہ میں کلیسا چاہئے

شمع رخ پر آپ کے جان جہاں
مثل پروانہ کے گھوما چاہئے

اضطراب دل نہ بڑھجائے کہیں
تھام کر سینہ کو رویا چاہئے

دیکھ کر خط آپ کا دل نے کہا
ہاتھ کو قاصد کے چوما چاہئے

زاہدو تم کو مبارک باغ خلد
ہم کو صحرائے مدینہ چاہئے

ہوگئی مدت عریضہ بھیجکر
کب جواب آتا ہے دیکھا چاہئے

دیکھکر حالت مری کہتے ہیں وہ
کیا ہوا تجھ کو قمر کیا چاہئے

اپنی جاناں تک رسائی ہوگئی
ملک دل پر پادشائی ہوگئی

جس طرف کو ہو گیا جان جہاں
اوس طرف ساری خدائی ہوگئی

عاشقی کا خاتمہ ہمپر ہوا
ختم تم پر دلربائی ہوگئی

آب و گل میں تھے ابھی آدم پڑے
نام کی تیرے دہائی ہوگئی

در پہ ساقی کے چلے آئے ہیں آج
زاہدوں کی پارسائی ہو گئی

قمر جب مدینے جاؤ تو سمجھو
حق تعالےٰ تک رسائی ہو گئی

نہ آیا آج بھی اُس نے وفا کی
قسم کھائی تھی کافر نے خدا کی
جبیں سائی سے کیا حاصل ہو زاہد
ابھی باقی ہے تجھ میں بوریا کی
اٹھاؤنگا نہ سر سجدہ سے اپنا
بنی ہے سجدہ گہ اوس خاکِ پا کی
نہ آیا نزع میں آیا پسِ مرگ
جنازہ پر مرے آکر دعا کی
نہ مانی پر نہ مانی بات میری
ہزاروں منتوں سے التجا کی

کہا اُسنے خبر مرنے کی سن کر
قمر کیا چل بسے مرضی خدا کی

شبیہ بلدۂ طیبہ لگی ہے سینہ سے
الٰہی دور نہ رکھنا مجھے مدینے سے
دکھا دے مجھکو دیار عرب خداوندا
تڑپ رہا ہے مرا دل کئے مہینے سے
تپ فراق نے میرا جگر جلایا ہے
جلے کباب کی بو آ رہی ہے سینے سے
ہمارے دل کے چمن میں نہیں خزاں کا گذر
نسیم لائی ہے اسمیں فضا مدینے سے
نہ آوں جا کے مدینہ ہے آرزو دل کی
نہ لائے مجھکو دکن میں خدا مدینے سے

قمر ملے جو شرف تم کو بعد مدت کے
اٹھاؤ سر نہ کبھی تم نبیؐ کے زینے سے

اے جانِ جہاں نقاب تا کے
بر چہرۂ تو نقاب تا کے
اے خسرو دلبرانِ عشقت
سوزانِ دلِ من بہ یادِ گیسو

من غنچہ نیم حجاب تا کے
با دل شدگان حجاب تا کے
جاں سوختہ دل کباب تا کے
چوں زلف بہ پیچ و تاب تا کے

کن رحم بہ حالتِ قمرؔ زود
برخستہ نیم عتاب تا کے

مئے وحدت سے مرا جام بھر دے
نہیں جز جنس عصیاں پاس میرے
ہوئی جاتی ہے کھیتی خشک میری
تو سب کی سننے والا ہے سنا ہے

ترے قرباں مجھے متوالا کر دے
سفر درپیش ہے زادِ سفر دے
مرے نخلِ تمنا میں ثمر دے
گرسنہ ہوں الٰہی سیر کر دے

قمرؔ کے گرم آنسو کے عوض میں
مقاصد کے اسے لعل و گہر دے

پہلی سی ہم پہ آپکی چاہت نہیں رہی
پہلی سی اب تو آپکی حالت نہیں رہی
کس کس ادا سے دل کو لبھایا حضور نے
میں جسکا ہوں مریض وہ تیرا مسیح ہے
ہے کیا سبب قمرؔ سے جو ملتے نہیں ہیں آپ

وہ بات وہ خلوص وہ الفت نہیں رہی
باقی ہیں شوخیاں وہ شرارت نہیں رہی
ایماں گیا تو جان سلامت نہیں رہی
عیسیٰ ترے علاج کی حاجت نہیں رہی
کیا دو گھڑی کے واسطے فرصت نہیں رہی

پردے کو اٹھایا جب شکل اپنی نظر آئی — خود میں ہی تماشا ہوں اور میں ہی تماشائی

فرہاد سے بڑھکر ہوں مشہور بہ رسوائی — گہ صورت شیریں میں دکھلاتا ہوں رعنائی

گہ صورت لیلی میں تھا پردہ نشیں میں ہی — گہ کسوت مجنوں میں میں ہی تھا سودائی

کثرت میں نمایاں ہوں وحدت میں ہوں پنہاں میں — مجھ ہی سے ہے عالم میں یہ انجمن آرائی

ہر باغ کا میں گل ہوں ہر گل میں میں ہی بو ہے — ہے بلبل خوش الحان میری ہی تو شیدائی

کہتا تھا انا الحق میں منصور کے پردے میں — خود اپنی ہی گردن تھی جو دار پہ کھنچوائی

بت بن کے کبھی اپنی کرتا ہوں پرستش میں — خود اپنی ہی چوکھٹ پر کرتا ہوں جبیں سائی

میری ہی تجلی تھی جو طور پہ چمکی تھی — موسی گرے غش کھا کر جب شکل تھی دکھلائی

پاتا ہوں حسینوں میں اپنی ہی تجلی کو
ظاہر ہے قمر مجھ سے یہ جلوہ یکتائی

نظر میں جب سے مری ہیں حضور آئے ہوئے — حسین جہاں کے چلے بستر اٹھائے ہوئے

چلے ہیں یار کے کوچے سے سر جھکائے ہوئے — تپ فراق کے چرکے جگر پہ کھائے ہوئے

تڑپ کر آئینگے باہر ترے ستائے ہوئے — ہیں تیرے عشق میں اپنی خودی مٹائے ہوئے

بھرا ہوا ہے خم دل شراب وحدت سے — بغل میں شیشہ صہبا ہیں ہم دبائے ہوئے

بروز حشر حضوری میں پیش کر دینا — گناہگار ہوں کملی مجھے اڑھائے ہوئے

تمھارے حسن میں اعجاز کس بلا کے ہیں — کہ شمس ابر میں نکلا ہے منہ چھپائے ہوئے

قسم خدا کی تمہیں چاہ کر ہوئے رسوا — رقیب شاد پھریں ہم ہوں منہ چھپائے ہوئے

ہے اُن کو مجھ سے گلا میری بیوفائی کا
لہو جو پلکوں پہ میرے جما دیکھا ہوگا

ستم کشوں کو نہ اپنا ذلیل کرائے چرخ
ہم اُن کے کوچے سے نکلے ہیں خوں تھوکتے ہوئے

قمر جبین سے چھپا بہت زمانے سے
وہ آج آئے ہیں رخ سے نقاب اٹھائے ہوئے

خبر لینا تجھے منظور ہے تو جا خبر کر دے
رسول مجتبیٰ کو اے صبا میری خبر کر دے

خبر ہو جا میرے نالۂ دل کی سحرگہ کو
میری آہ رسا میں گر خدا پیدا اثر کر دے

شب فرقت کی میری یا الٰہی کب سحر ہوگی
مرے نخل تمنا کو الٰہی بارور کر دے

گذرتی ہے مولا ان کی فرقت مشکل
میری عمر دو روزہ کو مدینہ میں بسر کر دے

گزرتی ہے بڑی مشکل سے یارب شب ہجر اپنی
ذرا گر غریباں کی طرف لطف نظر کر دے

شب تاریک خوف موج اور گرداب حائل ہے
لگا دے پار کشتی جرم تو درگزر کر دے

محبت کو چھپا ڈالا کہ چھپ سکتی نہیں لیکن
ذرا بھی درد ہو دل میں تو چشم خشک تر کر دے

اگر دربار جاناں تک رسائی کی تمنا ہے
دل و جاں کر تصدق نذر جاناں اپنا سر کر دے

خیال غیر کو آنے نہ دے گر اپنا دیوانہ
محبت میں جہاں کی میرا پتھر کا جگر کر دے

عجب کیا ہے نظام الدین محبوب الٰہی سا
اگر چاہے قمر کو میں وہ رشک قمر کر دے

میخوار ہے گر ساقی احساں کیا چاہیے
ایسی تو پلا دے مے پیتے ہی پیا چاہے

خمخانۂ وحدت سے پیمانۂ دل بھر دے
اب دیر نہ کر ساقی دیکھو دیا چاہیے

بدمست ہوں تا ہوش آئے بعد محشر تک
گرنا ہو تو ساقی کے قدموں پہ گرا چاہیے

صندوق میں سینہ کے رکھا ہے شکستہ دل
دیتا ہوں تو اسے لے گر نذر لیا چاہیے

جس یار کا جلوہ ہے اس عالم برزخ میں
اس یار کے دیکھن کو کیونکر نہ جیا چاہیے

اک میں ہی نہیں مفلس محتاج ہے عالم سب
دے دولت عشق اپنی تو جسکو دیا چاہیے

پھنس دام میں گیسو کے اے طائر دل تو بھی
دنیا کی محبت کو گر ترک کیا چاہیے

خوش بختی سے آئے ہیں وہ گھر میں پھر میرے
دیتا ہوں دل و دیں نذر اور سر بھی خدا چاہے

الہٰی دور رہوں کب تلک مدینے سے
مجھے تو موت ہی بہتر ہے ایسے جینے سے

شبیہ یار کو ہٹنے نہ دے تو سینے سے
مٹا دے زنگ انا دل کے آبگینے سے

نبی کا نام ہے کندہ نگینۂ دل پہ
لگا ہوا ہے یہ تعویذ میرے سینے سے

شمیم زلف نبی سے خجل ہے مشک ختن
عرق گلاب کا شرمندہ ہے پسینے سے

یہی ہے فکر یہی آرزو کہ یثرب میں
ملے زمیں مجھے گز بھر کسی قرینے سے

کھنچی ہوئی ہے مرے دل میں یار کی تصویر
کبھی مٹے گی قیامت تلک نہ سینے سے

مئے ولائے نبی دم بدم پلا ساقی
چھکے گا دل نہ کبھی یہ شراب پینے سے

پھر نہیں تیرے دربار کے اگر قابل
لگا ہی رہنے دے اسکو تو اپنے زینے سے

یاں جسکی جدائی کا الم شام و سحر ہے
کعبہ کا وہ خورشید مدینہ کا قمر ہے

ہے شافعِ محشر وہ شہنشاہ ہمارا
پرسش کا نہ کچھ خوف نہ دوزخ کا خطر ہے

تعریف ترے زلف کی واللیل میں دیکھی
والشمس تو تفسیرِ رخِ خیرِ بشر ہے

کس طرح بسر ہوتی ہے تجھ بن شبِ طیبہ
کیا ہم پہ گذرتی ہے تجھے کچھ بھی خبر ہے

دن رات گھٹا جاتا ہے بیمار تمہارا
القاب ہلالی ہے تخلص جو قمر ہے

متفرقات

زاہد ترے دل میں کوئی آیا ہی نہیں
آنکھوں میں تری نور سمایا ہی نہیں

ہے بزم سے رندوں کی تو نفرت تجھکو
اس مئے کا مزا تو نے تو پایا ہی نہیں

جسم و جگر دونوں نہیں

جگر خوں ہوکے آنسو کی طرح آنکھوں میں رہتا تھا
وہ نکلا منہ سے سینہ سے آہ بنکر تری فرقت میں

جو دیکھے بعد مردن قبر میری کھود کر کوئی
نہ سینہ میں جگر ہوگا نہ ہوگی لاش تربت میں

یا رب سیہ کاری سے میں منفعل ہوا
عذر گناہ کر کے بہت ہی خجل ہوا

صدقہ ترے حبیب کا توبہ قبول کر
اتنا جو فضل ہو تو قمر پاک دل ہوا

جس نام سے کھوٹا بھی کھرا ہو جائے
جب نام محمد سے جھپٹ جاتے ہیں لب

ہر برگ خزاں بھی تو ہرا ہو جائے
شکر ہے دہن سب کا بھرا ہو جائے

ہے دیر میں تو کعبہ میں جلوہ تیرا
صدقہ تری آنکھوں کا بصیرت ہو نصیب

کافر ہے پرستار مسلماں شیدا
مل جائے ہر اک ذرہ میں تیرا ہی پتا

بھاگے ہے قضا کہ وہ نظر کا تیر مارا ہے
میرے زخم دل صد چاک کو روشن کیا جس نے

جگر میں جا کے بیٹھا واہ کیا یہ تیر مارا ہے
الٰہی تیر ہے یا یہ کوئی روشن ستارا ہے

فکر دوزخ کی ہے مجھ کو اور نہ سودائے بہشت
جب تو میرا ہے تو میں خلد بریں کو کیا کروں

زاہد کو بھید لب دو گر میرے ہاتھ آئے بہشت
میں ترا دیوانہ ہوں زاہد ہے شیدائے بہشت

یار کی صورت جو آنکھوں میں اڑ جاتی ہے نیند
تا ل ورد کو دیکھا غفلت کی چھا جاتی ہے نیند

وصل کی شب عاشقوں کو کیوں نہیں آتی ہے نیند
موت سے پہلے انہیں یا اللہ آ جاتی ہے نیند

موت کا پیغام دیتے ہیں تجھے موئے سفید
کب تلک غافل رہے گا فکر عقبیٰ سے فقیر

دل ہی زنگ معصیت سے حجر اسود ہو گیا
بار عصیاں سر پہ تیرے حد سے بے حد ہو گیا

سروں پر جنکے سایہ تیرا محبوب الٰہی ہو
گدائی آستانہ کی اگر ملجائے کیا کہنا

اُنہیں خواہش ہو دولت کی نہ کچھ پروا شاہی کی
قمر مشہور عالم کیوں نہ از مہ تا بماہی ہو

عشق صنم میں ایسی بنی ہے میرے دل کی گت
تیرے سوا نہیں کوئی اسکو بچا سکے

کیا ہو سکے بیان مرے دلکی کیفیت
نرغے میں عشق کے ہے گھری دلکی سلطنت

ندانم کسے را من بجز آں یار دلدارم
صدائے تحسین آفریں شد جان بخش من بادا

سراپا وحشتم جوش جنونم سینہ افگارم
بعشقت شاہ خوباں در گلو کردند زنارم

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت حضرت صاحبزادہ خواجہ حسین نظامی صاحب طال عمرہ

جو پیدا ہوا گھر میں خواجہ حسن نظلہ کے
وہ خواجہ کے گھر کا ہے روشن ستارا
وہ بھائی سنو لیا کے آنکھوں کا تارا

بافضالِ خالق حسین نظامی اطال اللہ عمرہ
مریدوں میں فائق حسین نظامی
مبارک ہو صادق حسین نظامی
۱۳ ھ ۳۵

رہے مثلِ خورشید تاباں درخشاں
نکل آئی تاریخ برجستہ دل سے

وہ خواجہ کے گھر کا حسین نظامی
جنابِ معلّی حسین نظامی
۱۳ ھ ۳۵

نغمہ سنجی نامی و قطعات تاریخی

از مولانا ابوالوفا الفائی شاہ نامی کوہ سوار چشتی نظامی شاہپوری قمر علا حیدرآباد دکن

نغمۂ سرّ ازل ہے اے قمر دیوان راز
وجد کر جائے طبیعت جس کا دیوان دیکھ کر
خوبیوں کا ہے مرصع ہر غزل کا سلسلہ
شانِ وحدت کی کرشمہ سازیاں مسطور ہیں
بیخودی نعت رسول پاک میں مشحون ہے
ہوش جس میدان میں کھو جاتے ہیں وہ میدان یہ
نورِ باطن نورِ ایماں کا یہی سرچشمہ ہے
پردہ داری سے کہیں چھپتے بھی ہیں جلوے جمال
یہ ریاضِ معرفت ہے نوبہارِ جاوداں
سلسلہ بندی نہیں یہ سلکِ مروارید ہے
خوب ہے طرزِ تکلم سادگی پیراستہ
حسن و خوبی کا سراپا آئینہ دیوان ہے
جلوۂ معنی میں مقصودِ اصل ہی جلوہ گر

بارک اللہ خوب ہے یہ صحبت با سوز و ساز
وہ قمر کا ہے کلام دلپسند و دلگداز
مرحبا دیوان ہے خمخانہ راز و نیاز
دفتر عشق و محبت ہیں خیالات مجاز
جام وارفتہ مزاجی ہے کلام پاک باز
عقل کھو جاتی ہے جس جا یہ وہ ارضِ حجاز
اے ہلالی ہو مبارک نور دین فی زماز
صاف ہر مطلع سے ظاہر ہے خیال بزم ناز
گلبنِ جاوید ہے سارا بیان دلنواز
جس میں نایاب دُرِ بے بہا بندہ نواز
اے ہلالی شاہ نظامی آ طریقت یکتا
صاف آتی ہے نظر میں صورت ہستی طراز
نغمۂ حق سن رہا ہو لیکن کہ ہے صوتِ مجاز

بندش مضموں سے پابند ہیں پائے خیال
لوح دل پر یک بیک آیا نظر مجھ کو قمر
کیوں نہ ہو وجدان اہل دل کا یہ سرمایہ ہے
ہر غزل ہے شاہد رعنا باطن جلوہ گر
خوبیوں کا یہ ذخیرہ نیکیوں کا گنج ہے
دلنوازی کیلئے کافی ہے یہ بزم خیال

کیف و مستی کا سراسر حملہ ہے عشق نشاں
جب تو سینہ میں ہر اک انجمن ہے جلوہ باز
کیوں نہ ہوں دل سے فدا دیوانے اہل نیاز
ہے ہر اک انداز مصرعہ کا خرام جاں نواز
بے بدل دیوان ہے یا مخزن راز و نیاز
حق رکھے اس کے مصنف کو جہاں میں سرفراز

عیب سے تاریخ دیوان قمر ناہی ہوئی
(یہ بیاض عاشقاں) ہے (ارمغان پاکباز)

ملکوں ملکوں کیوں نہ ہو چرچا قمر کا دائما (۱۳۳۵ھ)
مرحبا دیوان بھی لکھا ہے کتنا لاجواب
جس کے ہر ہر شعر سے عشق و محبت ہے عیاں
نعت نبوی کا ذخیرہ خازن وحدت نشاں
دولت اسرار سے معمور دل ہونے کو ہے

نیکیوں سے آپ کا (۱۳۳۵ھ) مشہور ہے دنیا میں کام
دلپسند و دلربا مقبول خاطر خاص و عام
جس کا ہر مصرعہ ہے جذبات معارف کا پیام
کیا کہوں اک گنج بے پایاں ہے یہ سارا کلام
اس قمر سے روشنی پھیلے گی دنیا میں مدام

نام کیوں ناہی نہ چمکے حشر تک مثل قمر
مرحبا تاریخ ہو جب باغ مقصود انام

کاش دیوان قمر کو گا ہے
صاف کہہ دینگے زروئے انصاف

دیکھ لیں ایک نظر اہل کمال (۱۳۳۵ھ)
مرحبا آئینہ حسن و جمال

بس شفاخانہ ہے دیوان قمر
مرہم خستہ دلاں ہے اس میں

سر بسر جس میں ہے دارو وصال
الغرض زیست کا اس گھر میں ہے مال

سارے متانِ الستی اس میں
کھل گیا ہے درِ (خمخانۂ حال)

اے قمر خوش سیر بلالی شاہ
قوم کے ڈاکٹر ہو گھر کے طبیب
آپکی غرض ہے ہمدردی

آپ کے کام کیوں نہ ہوں پر سود
نہیں خدمت سے تم کو نام و نمود
مایۂ جود کیوں نہ ہو یہ وجود

پھر تو عشاق دل کو ہو مژدہ
سارا دیوان ہے۔ (نغمۂ مقصود)

حق رکھے بھائی قمر کو زندگی میں شاد کام
ایسے فرزندوں پہ کیوں ملک دکن نازاں نہ ہو

۱۳ ھ ۳۵
جس وجودِ پاک سے تاباں ہے تصویرِ وطن
جن سے قائم ہو گئی ہر دل میں توقیرِ وطن

صاف غافی نے کہا دیکھا جو دیوان قمر
باتوں باتوں میں کیا کیا خوب (تسخیر وطن)

قطعۂ تاریخ

بر طبع بیاض عاشقانہ معروف بہ دیوان قمر) از جناب مولانا محمد فضل اللہ حسین صاحب کمند ناظم فوج ضلع میدک ۱۳ ھ ۳۵

خوب قمر الدین جی نے دکھایا زورِ طبع
ہے عجب سوز و گداز عشق سے مملو کلام
مصرعۂ تاریخ ہجری صاف یہ کہہ دو قمر

قائل ذوق سخن دل ہو گیا کیا بات ہے
درد والوں کے لئے نعمت ہے یہ سوغات ہے
دیکھو یہ دیوان بھی آئینۂ جذبات ہے
۱۳ ھ ۳۶

قطعات تاریخ طبع بیاض عاشقاں - از جناب مولوی سید عبدالوہاب صاحب عاصم قادری

کلام قمر جلوہ آرا ہوا
تصوف کا پھولا پھلا ہے چمن
اگر فکر ہے طبع کے سال کی
تو کہہ نغمۂ عندلیب دکن
١٣٣٥ھ

کس شان سے ہے یہ چھپ کے نکلا
اللہ رے آب و تاب دیوان
تاریخ یہ ہے بہا ہے عاصم
کہہ فکر قمر ہے نور افشاں
١٣٣٥

دیوان قمر ہے نور افروز
ماشاء اللہ چشم بد دور
١٣٣٥
یہ نعت ہے نور حق کی عاصم
کہہ دو آیات سورۂ نور
١٣٣٥ھ

قطعۂ تاریخ طبع بیاض عاشقاں - از مولوی مرزا علی یاور صاحب صبدار

جلوہ ہے ہر اک لفظ میں قدرت کا خدا کی
غزلوں پہ فدا کیوں نہ ہوں اہل نظر کا
یہ طبع نے یاور کی کہی طبع کی تاریخ
مطبوع خلائق کا ہے دیوان قمر کا
١٣٣٦ھ

قطعات تاریخ طبع بیاض عاشقاں - از جناب مولوی سید احمد حسین صاحب ابن [illegible]

نظم پر نور و پر ضیائے قمر
سلک دربار غالب و فائق
سال طبعش بگو چنیں احمد
رشک اشعار صائب لائق
١٣٣٦ھ

دیگر

اشعارِ قمر الدین صاحب
عمدہ احسن خوب و بر تر

گفت احمد تاریخ فصلی
این دیوان بے مثل و بہتر

۱۲ اف ۲۷

تاریخ طبع بیاض عاشقان معروف بہ دیوان قمر از مولوی احمد مکرم عباسی صاحب چریاکوٹی

قمر آنکہ بدراست بر چرخ مہر
مرا یار و من از محبان وے

کرا یحی احبہ حب الودود
دل و جان نہادہ بہ فرمان وے

بگیتی چو یک جوانمرد نیست
کسے در وفائیت برسان وے

چہ خواہد سنجید قدر خلوص
نداند کس از عظمت شان وے

بہ شعر و سخن با مذاق صحیح
نباشم غلط بر ثنا خوان وے

چو دیوان اشعار او چاپ شد
فرحناک گشتند یاران وے

مکرم پس از فکر تاریخ طبع
دلم گفت ۔ مرغوب دیوان وے

۱۳ھ ۳۵

دیگر

بیاضے کہ روشن کند قلب شاعر
بدلہائے اہل قلم گشت مطبوع

برآمد ز سجر دلم سال گو ہر
کہ دیوان کنز قمر گشت مطبوع

اے گوہر سال ۱۲
۱۳ ھ ۳۵

ایضاً

شاع دیوان الذی اتبع الھدیٰ | اسوۃ الاحباب محمود البشر
اذ سئلت قلت عام الانطباع | طبع ای ضاء دیوان القمر

۱۳ ھ ۳۵

تحفہ جناب مولوی خواجہ محمد حسین صاحب نقشبندی

مرے مشفق ہلالی شہ نظامی
گرامی نام نامی قمر دیں ہے
ہوا ہے اندنوں طبع انکا دیواں
تصوف ہے لباس شاعری میں
بیاض عاشقاں ہے نام دیواں
ہر اک نقطہ ہے اسکا نکتۂ راز
ہے ہر مصرع پراز اسرار وحدت
ہزار و سہ صد و ہم سہ دہ و ہشت
تبرک ہو گیا دیواں قمر کا

جہاں میں مشہور عالم واکر سے
سخنداں میں شہرت ہے قمر سے
بجا ہے گر لکھیں آب گہر سے
پری شیشے میں اتری ہے ہنر سے
مضامین تعشق کی نظر سے
کھنچا ہر کرنہ ہے جذبہ کے اثر سے
تہی دیواں ہے کثرت کے اثر سے
یہ سنہ ہے ہجرۃ خیر البشر سے
گزر حسن نظامی کی نظر سے

ہو گر مقبول خواجہ تحفہ قطعہ
بجا لائیں گے ہم تسلیم سر سے

تاریخ - از مولانا حاجی سید محمد حسینی بادشاہ صاحب قادری تخلص عقیل سجّادہ نشین درگاہ ہکیال ضلع گلبرگہ شریف علاقہ حیدرآباد دکن

آں قمر مقطع ہلالی شاہ چشتی قادری
فی البدیہی کرد تاریخش رقم کلک عقیل

طبع شد دیوان او سرچشمۂ علم و ہنر
طبع شد گنجینۂ عرفان دیوان قمر
۱۳۴۵ ھ

از جناب مولوی محب حسین صاحب سابق ڈیٹر رسالہ معلم نسواں حیدرآباد دکن

سامنے رکھا ہے میرے آج دیوان قمر
معرفت کے نور میں ڈوبا ہوا ہر شعر ہے

آسمان شاعری ہے چاند آیا ہے اُتر
ہو گئے پڑھنے سے روشن دیدۂ دل چشم سر

حضرت شاہ ہلالی و نظامی کی یہ نظم
فقر کی ہے جان طبع و شعر گوئی لاکلام

نظم پرور سے بھی ہے کچھ مرتبہ میں بیشتر
آپ اہل دل بھی ہیں شاعر بھی ہیں اور ڈاکٹر

ہے بیاض عاشقاں میں تیرہ سو پینتالیس سن
۱۳۴۵ ھ

نام خود تاریخ ہجری ہے مفصل خوب تر

اس دعا پر ختم کرتا ہوں محب یہ مختصر
ہو بیاض عاشقاں کی دید سے ٹھنڈی بصر

از جناب مولوی حافظ قاری سید ولی محمد صاحب چشتی صابری قاضی صاحب فرسٹ لانسر امپیریل سروس ٹروپس آصف نگر حیدرآباد دکن

ہے کلام قمر فرحت افزا
ہاتف غیب نے کہا یہ کتاب

اوس کا ہر شعر ہے اثر سے بھرا
نسخۂ زندگی بہار کشا
۱۳۴۵ ھ

ایضاً

از فصیح البیان جناب قمر
چوں مرتب شدہ بیاض او
بہر عشاق تحفہ نادر
سال طبع بیاض او ہاتف

ہم زبیب اللسان جناب قمر
ہر کہ بشنید زبہ بر سر
از ہلالی رسیدہ است اکبر
گفت بنگر زباب نظم قمر
۱۳۳۵ ھ

از جناب مولوی محمد فرید خاں صاحب تخلص فنا نام پلی حیدرآباد دکن

کیا بیاض عاشقاں جادو اثر گفتار ہے
تھی فنا کو فکر سال طبع ہاتف نے کہا

گوہر معنی ہے مضمون شعر گوہر بار ہے
مژدہ اے دل نور صبح کا اسرار ہے
۱۳۳۵ ھ

از جناب شاہ طالب صفی صاحب چشتی نظامی

اشرف الخلق کے ممنوں ہیں انوار جہاں
دیدۂ دل سے حقیقت کی نظر نے دیکھا
جلوۂ طور مبارک رہے موسیٰ کو مدام
در شہوار سے لبریز نہ ہو کیوں امن

مظہر نور خدا ہے یہ وجود انساں
صاف ظاہر ہوا اک ذرہ ہے مہر تاباں
ہمنشیں ہمنفس ہمدم ہے ہمارا جاناں
جب گہر ریز مدام اپنے ہوں چشم گریاں

سر پہ رکھنے کے لئے کیوں نہ ہو عالم طالب
تاج توحید بنا اب یہ قمر کا دیوان
۱۳۳۵ ھ